

کچھ نیکو لوگوں کو سننا

لیڈری

نیکو لوگوں کو سننا

قومی ہمدردی کے پرہیز و انہی

بندے از لیڈریت مظفر علی خان

اپنے کلمات کفریہ پر اسکا اظہار

حابیوں کی بضاعت عالم ایمان

رَبِّ اَتَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَٰذِهِ السَّيِّئَاتِ اَللّٰهُمَّ

خلافت کمیٹیوں کی دیانتداری

لیڈران خلافت کی عیاری

نیکو لوگوں کو سننا

حسب ایام مجلس حزب الاحناف لاہور

اغراض و مقاصد حزب الاحتمال لاہور

(۱) مسلمانوں کو پابندی شریعت کی غیبت و لانا اور رسومات قبیحہ کا سد باب کرنا (۲) مخالفین اسلام بالخصوص معاندین اہلسنت و جماعت کے حملوں کی بذریعہ تقریر وغیرہ روک تھام کرنا اور ادیانِ باطلہ و فرقہ ہائے کاذبہ کا رد کرنا (۳) تمام اہلسنت کو ایک لہری میں پرونا اور جماعت کا باقاعدہ نظام قائم کرنا اور انکو صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف متوجہ کرنا (۴) اہلسنت کے ہر قسم کے حقوق کی بقدر امکان حفاظت کرنا۔

شرائطِ ممبری

(۱) انجمن نہا کارکن ہر شخص جو صحیح العقیدہ حنفی ہو (۲) رکن کو صلاح و سعادت و ثنانت کی صورت پیش کرنا ہوگی (۳) چندہ ممبری ۴ روپے ہواور اور صاحبِ دل بزرگوار جب قدر زار عطا فرمائیں گے اساتذہ قبول کیا جائیگا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تہدید

پانچ چھ سال گذشتہ محاربہ یورپ کے باعث سطح ہند کی حالت کچھ ایسی مکتدر ہوئی کہ حکومت اور رعایا کے مابین کشمکش شروع ہوئی اسوقت ہندوستان میں دو ٹبری جماعتیں ہندو اور مسلمان ان میں سے سیاسی و مبالغہ لیڈروں نے باہد گرائیاد کو ذریعہ کامیابی سمجھا۔ چنانچہ متحدانہ جذبہ اس حد تک جا بچھ کہ بعض مسلم گزہب سے ناآشائے محض سیاسی لیڈر وہ کلمات کہہ گئے جنہیں علمائے اسلام نے خلاف اسلام بتایا۔ مثلاً ایک لیڈر صاحب نے کہا:۔ میں اپنی ذات سے ارادہ کر لیا ہے کہ میں کسی ہندو بھائی سے نہیں لڑوں گا چاہے وہ میری بزرگ مان تک کو محرم کرے۔ میری بیٹی اور بہو کو جو محرم کرے۔ میرے قرآن شریف کو بھاڑ ڈالے۔ میری مسجد کو شہید کر ڈالے وغیرہ اخبار وکیل امرتسر ۱۳ دسمبر ۱۹۳۳ء بحوالہ اخبار خلافت ۵ دسمبر ۱۹۳۳ء

دوسرے لیڈر صاحب نے فرمایا:۔ کہ میرا دھرم بھی سکھ دھرم ہے۔ اسلام اور سکھ دھرم میں کوئی فرق نہیں روزانہ پیسہ اخبار ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء (تیسرے لیڈر صاحب نے کہا:۔ اے ہندو بھائیو دعا کرو اگر ہندوؤں کا مذہب سچا ہے تو ایشور پر ماتا مجھے ہندو مارے۔ اور اے مسلمانو تم دعا کرو اگر مسلمانوں کا مذہب سچا ہے تو اللہ مجھے مسلمان مارے۔ دوکیل امرتسر ۱۱ دسمبر ۱۹۳۳ء بحوالہ اخبار شرقی گورکھپور ۲۰ دسمبر ۱۹۳۳ء)

چوتھے لیڈر صاحب کی نسبت خود اخبار زمیندار مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۳۳ء میں یہ روایت شائع کی گئی کہ احمد آباد میں کانگرس کے بعد جو راجیویش جلسہ اس میں بحیثیت صدر کھڑے ہو کر انہوں نے پہلے اپنی ٹوپی اتار کر (مشر) گاندھی جی کے قدموں پر ڈال دی۔ پھر دواؤں ہو کر کہنے قدموں پر بیوی کیا۔ یہ واقعہ کوئی نیا واقعہ نہیں مولانا صاحب اور ان کے دوسرے بڑے بھائی مولانا صاحب ہمیشہ (مشر) گاندھی کے پاؤں چوما کرتے ہیں علاوہ یہ اس قسم کا طوفان بے تیزی اور طغیانی کفر پھیل گئی کہ شامی مسجد لاہور پر حضرت

محی الدین شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ ہے) میں منبر اسلامی پر ایک نہایت بدست قرار دی سکھ کو چڑھا کر اس کے گلے میں پھولوں کے مار ڈالے گئے۔ اور ایک بد معاشانہ تقریر اس سے کرائی گئی اسطرح دارالخلافہ معتمد یعنی دہلی شریف کی جامع مسجد (جو حضرت محمد شہاب الدین شاہ جہاں بادشاہ غازی نور اللہ مرقدہ کی بنا کردہ ہے) میں لالہ شرد نامہ جیسے منتصب آریہ لیڈر کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور دین اسلام کا سخت مخالف ہے) منبر اسلامی پر شہا کر اس سے بحیثیت ایک واعظ اور مقلد کے فتوے اور نامتقلی تقریریں سننی گئیں انوبت یہاں تک پہنچی کہ خانہ بے خدا یعنی مساجد میں بجائے درود و صلوات اور سلام کے "ست سری اکال" اور "ہندے ماترم" اور "مہاتما گاندھی کی جے" کے غلطیوں سے آسان سر پر اٹھایا گیا۔ اس طغیانی کفر کو دیکھ کر علمائے اہل سنت والجماعت کی آنکھوں میں آن آڑا یا اور انہوں نے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہمزبان ہو کر بے اختیار یہ استغاثہ کیا کہ

اے محمد گر قیامت را بر آری سر ز خاک سر بر آور و این قیامت در میان خلق میں

حضرات علمائے کرام کو جس امر سے اور زیادہ صدمہ و فلق ہوا وہ یہ تھا کہ اس تمام طوفان بدتمیزی کے اٹھانے والے اور محرک اور سرگروہ دراصل غیر اہل سنت والجماعت برائے نام اسلامی فرقوں کے افراد تھے۔ جنکو جنگ شرکی وانگلستان کی وجہ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہو گئی۔ اور وہ لیڈران و مقتدا یان قوم کے لباس میں مولویت اور مولنائی کے لباس میں بھروپیوں کی طرح آراستہ پیراستہ ہو کر سنت جماعت مسلمانوں کے درمیان اسطرح گھس گئے جس طرح کوئی بھیڑ یا بھیڑی کی پونٹیں ہنکر بھیڑوں کے گلے میں گھس جائے اسس پولیٹکل جوش کی طغیانی میں وجود اصل بد مذہب پولشویوں کی ترغیب کا نتیجہ تھا) یہی اسے سید پر سوائے حنفی بھائی اسیر دام بلام ہو گئے مسلم و غیر مسلم اور مقلد و غیر مقلد اور سنت جماعت و غیر اہل سنت جماعت وغیرہ کی کوئی تمیز باقی نہ رہی۔ عدم تعاون اور مخالفت گورنمنٹ کا یہاں بنا کر ہزاروں حنفی مسلمانوں کو ملازمت گورنمنٹ سے علیحدہ کر دیا۔ ہزار ہا حنفی مسلمانوں کے بچوں کو مدارس سے علیحدہ کر دیا۔ اور ہزار ہا حنفی مسلمانوں کو جیلخانوں میں بھیجا کر چکیاں پسوائیں اور ان کے بال بچوں کو تباہی کے گرداب میں پھنسا دیا۔ اور باقی رہے ہیں حنفی مسلمانوں کو گاندھی صاحب کے فتوے کے مطابق قرضی تجارت کے

جہاں میں پھنسا کر ایسے فوری جوش کے ساتھ دھکیل کر ممالک غیر کو بھگا دیا گیا کہ اونکی لاکھوں روپے کی جائیدادیں اور زمینیں تباہ ہو گئیں۔ اور وہ لوگ ایسے خاندان پر ماہو ہو گئے کہ اونکی بیویاں اور بچے اور ماٹھیں اور بہنیں فاقہ کشی سے نیم مرده ہو گئیں۔ اور اونکی حالت گدا کی تک پہنچ گئی اور آخر کار وہ بچارے افغانستان سے نہایت تھرا بی - خستگی - دیر ماندگی - بچارگی - افلاس - اور ناداری کی حالت میں نادوم و پشیمان ہو کر گاندھی صاحب اور اونکے مقتدرین د خود ساختہ لیڈران اسلام کی جانوں کو بد دعا میں دیتے ہوئے واپس ہندوستان میں آئے اور ایشک اونکی حالت سنبھلنے میں نہیں آئی۔ مزیہ ظلم حنفی مسلمانوں کے ساتھ یہہ ہوا کہ خلافت کمیٹیوں کا جال پھیلا دیا گیا اور خلافت کے چندوں اور کانگرس کے چندوں اور گاندھی فنڈ کے چندوں اور دیگر الم غلم چندوں کے یہاں سے لکھو کھار روپیہ حنفی مسلمانوں کا لوٹا گیا۔ اور مسجدوں کو پولیٹیکل اکھاڑہ قرار دیکر چندے جمع کر نیکا ہیڈ کو اشر بنایا گیا۔ اور بعض مفسدہ پر واز اخبارات نے اسلامی آزادی کے بہانے سے اکی مساجد کو اپنی دوکان آمدنی و تجارت کا ذریعہ بنا کر ان مساجد پر قبضہ مخالفانہ کرنا چاہا۔ جسمانی تکلیف کے علاوہ مالی نقصانات جو حنفی مسلمانوں کو پہنچے اونکا اندازہ صرف اسی ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ شہری اور قصبائی... خلافت کمیٹیوں اور دیگر الم غلم چندوں کو نظر انداز کر کے جنہیں لکھو کھار روپیہ حنفی مسلمانوں کا غارت کیا گیا، صرف ایک مرکزی خلافت کمیٹی ہندوستان میں بیس لاکھ روپیہ کے قریب حنفی مسلمانوں کا غبن ہو گیا۔ جسیر کوئی ڈراساٹوس نہیں لیت۔ اور صرف یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ: "یہ کوئی بڑی بات نہیں۔" ایسی باتوں میں ایسا بھی ہو جایا کرتا ہے۔

ان مالی اور جسمانی نقصانات کے علاوہ سب سے بڑا نقصان جو حنفی مسلمانوں کو پہنچا وہ نقصان ایمانی تھا۔ اور وہ اس طرح کہ فرقہ فاشیہ صفا کہ یعنی مخالفین اہلسنت والجماعت کے علما اور اُنکے خوارین نے اس موقع سے یوں فائدہ اٹھایا کہ وہ پولیٹیکل تحریکوں میں حاملانہ جبہ و عمامہ و دستار

نہایت کر کے خود ہی مفتی اور قاضی بن گئے اور اُس بے تمیزی کی دھکاپیل میں مقتدایان قوم کا روپ پھر کر بعض بے خبر اور سیدھے سادے حنفی مسلمانوں کے دلوں پر اپنا سنگہ امامت جگا کر اپنے گمراہ کن عقائد کی اشاعت شروع کر دی اور اس اندھا دھند طوفان بے تمیزی میں خود ہی مالکان اسلام و مسلمین بن بیٹھے۔ حنفی علمائے اسلام کی نسبت ایسے افترا اور پھتان پھیلائے شروع ہوئے کہ وہ گورنمنٹ کے تنخواہ دار اور وظیفہ خوار اور گورنمنٹ کی تحفہ پولیس کے ممبر اور غذاران قوم ہیں۔ اور گورنمنٹ سے مرے اور جاگیریں اور خطابات حاصل کرنے کے وعدے لیچکے ہیں۔ یہ چال اسلئے ایجاد کی گئی کہ حنفی مسلمانوں اور اُنکے حقیقی مقتدایان قوم کے درمیان ایک ایسی سید سکندری حائل کر دی جائے کہ وہ ایک دوسرے سے میل جول رکھنے کے قابل ہی نہ رہیں اور ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہو جائیں۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ایک اور آلہ تحریف مجرمانہ کا یہ ایجاد کیا گیا۔ کہ بہت سے مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کر کے اُنکے ساتھ بازاری بچوں اور شہیدوں کی تنخواہ دار جماعتیں شامل کر دیں تاکہ وہ ہر گلی کوچے اور بازار میں اُن علمائے حقیقی کی شان میں گستاخیاں کریں۔ بے ادبانہ اور فحش کلمات استعمال کریں۔ اور اگر کوئی سچا مسلمان اونکی حمایت پر آمادہ ہو تو اسکو نا تھا پائی اور ڈنڈا بازی کا خوف دلا کر دباویں۔ تاکہ کسی شخص کو کلمہ حق کہنے کی جرأت ہی نہ رہے۔

یہ سچ ہے کہ اس طوفان بے تمیزی میں بعض مخالفین اہلسنت والجماعت اور بد اعتقاد اور لاندہبب اشخاص باغیہانہ تقصیریں کر کے قانونی شکنجے میں آئے اور سزائے قید و جرمانہ وغیرہ میں مبتلا ہو گئے علاوہ مدیون ڈگریات کی حیثیت سے مالی زیر باری میں بھی مبتلا ہوئے۔ مگر دراصل یہ عارضی جسمانی تکلیفات اُنکے لئے باعث نمود و شہرت اور لوح جاہ و وجاہت کے عروج کا انتہائی زینہ ہوئے اُنکے پیشے اور کاروبار پولیٹیکل تجارت میں بے انتہا منافع کا ذریعہ ثابت ہوئے۔ اور زر ڈگریات کے اجرا اور وصول جرمانہ کا پہاڑ سامنے رکھ کر حنفی مسلمانوں کی جبین اس سختی کی کے ساتھ کافی گئیں کہ نہ گریز نہ فرار

اس تجارت میں ہاتھ آیا۔ ان کامیابیوں سے دلیر ہو کر ان لوگوں نے کھلم کھلا اس تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی ریاست کے عہدہ سے معزول ہو کر خارج از ریاست ہو گیا ہو اور اسکا وظیفہ بھی بالکل بند ہو گیا ہو اور حکومت انگریزی میں بھی بوجہ باغی اور مفسد قرار پانے اور سزایاب بغاوت ہونیکے ممنوع روزگار ہو نیکے رہتہ پر پہنچ گیا ہو۔ اور اخبار کا خرید بھی اس کے فضول اخراجات چلانیکے لئے کافی ثابت نہ ہو۔ تو وہ اس عالم بیکاری اور بے سروسامانی میں جیوا و شرم کا برقع اٹھا کر اس امر کا مدعی بن جاتا ہے کہ اس نے اسلام اور مسلمانان کی خدمت میں قید و سزا کی مصیبتیں جھگٹیں۔ اور وہ شہید قوم ہونیکا رتبہ رکھتا ہے اور مسلمانوں کی قوم کا فرض ہے کہ اس کے بال بچوں اور کنبے کی پرورش کا بوجھ اٹھائیں اور اسکی ڈگریات اور جرات کی رفومات کو مسلمان ادا کریں۔ اور لاکھوں روپے کا چندہ جو اس نے مسلمانوں کا خون جوس جوس کر جمع کیا ہو اسکا کوئی مطالبہ حساب اس سے نہ کریں۔ حالانکہ اس کا لغت کے ذریعہ اسکو اسقدر استطاعت حاصل ہو کہ وہ سفر لندن اور یورپ میں اعلیٰ درجے کے جہازوں پر اور اعلیٰ درجے کی ریل کی سواریوں میں سفر کرتا ہے اور اعلیٰ درجے کے انگریزی ہوٹلوں میں اعلیٰ درجے کے ڈنر اور ٹفن کے مزے اڑاتا ہے تاہم اسکو بطور ایک مفلس اور نادار گد اگر کے مسلمان اپنے پیٹنے کی محنت کی کمائی سے بڑی بڑی رقوم بطور خیرات کے دیں اور وہ آئے دن کسی دکنسی آلم ظلم چند سے کاہانہ بنا کر یہی حسدا ویتا پہرے کہ "حضرت براہ خدا دلوائے اور براہ موئے" کہہ کھلاوئے۔ پس ایسے ممنوع روزگار اور فضول خرچ جنہاں گدا گروں کے لئے کوئی عارضی مصیبت قید وغیرہ بطور ضروریات ایک پیشہ کے ہو گئی ہے جسکے بعد اوکو اور زیادہ زور سے اپنے دعوئے لیڈریت کو تقویت دینے اور یہ نعرے لگانیکا موقع ملتا ہے کہ دیکھئے حضرات ہم قوم کی خاطر کیسے کیسے مصائب اٹھاتے ہیں اور کیسی کیسی تکلیفات کے ٹنگنے میں پھنس رہے ہیں اب آپ کے لئے اور زیادہ فیاضی دکھانیکا موقع ہے۔ اب پہر جیبوں میں ہاتھ ڈالئے اور جلدی دلوائے۔ "عرض کہ لیڈری قوم ایک پیشہ اور معاش کا

ذریعہ ایسے بیکار اشخاص کیلئے بنگیا جو اور کوئی ذریعہ وجہ حلال سے روزی کما نیکا نہیں رکھتے۔ اور مسلمان خفیوں کی حلال سے کمائی ہوئی دولت یر یوں تاک لکائے بیٹھے رہتے ہیں جیسے کوئی بقی عابدانہ لباس میں کسی کبک خوش خرام کی تاک میں بیٹھی رہتی ہے۔ اور ان بچارے خفیوں کو بظاہر کوئی شخص خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں اتنی تنبیہ کرنے والا بھی نظر نہیں آتا کہ ہے

اے کبک خوش خرام کہ خوش میری بناؤ

غور مشو کہ گربہ عابد نماز کرو

غرض کہ اس طوفان بد تمیزی کے مقابلے میں جس شخص نے سب سے پہلے اپنے آپ کو اس میدان مشقت و ابتلا میں مجاہدے کیلئے پیش کیا وہ حضرت قبلہ و کعبہ زبدۃ العلماء والفضلا مولانا مولوی محمد دیدار علیشاہ صاحب دام اللہ فیہم خطیب مسجد وزیر خان لاہور ہیں۔

تھکا بیان پہلے میدان ابتلا میں

اسلام کے چمن میں جو زیب بوستان تھا

شہر لاہور جسکو مخالفین اہلسنت والجماعت نے کفر و اتحاد کا بیڈ گوار ٹرنا نا چاہا تھا وہیں پر حضرت مولانا محمد وح نے حکم اسلام کو بلند کیا اور انکے مواظفہ حسنہ کے انوار سے مشہر لاہور بفقہ انوار اسلامی بنگیا۔ اسپر مخالف اسلام کیمپ میں بے چینی اور بے اطمینانی کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اور فرقہ ضالہ و نابینہ نجدیہ اور انکے دیگر لواحقین (جو انکے ساتھ الکفر صلیک و اجداد کے مصداق ہیں) مخالفانہ بچیشیں میں مصروف ہو گئے۔ اسی اثنا میں ایک اور قضیہ یہ پیش آیا کہ اخبار زندیندار کے مالک خضر علیشاہ صاحب کے برخلاف کئی ہزار روپے کی ڈگری عدالت دیوانی سے صادر ہوئی اور انہوں نے حسب معمول اپنی گداگری کے ایجنٹوں کو جمعہ کے دن مسجد وزیر خاں میں بھیجا۔ جنہوں نے عین اوس موقع پر جبکہ حضرت قبلہ مولانا مولوی دیدار علیشاہ صاحب خطبہ جمعہ میں مصروف تھے اور ہزار مسلمانوں کا مجمع تھا وہاں پر چند گداگری کی ٹانگ ان الفاظ میں لگائی کہ "بیچارے خضر علی کے برخلاف عدالت دیوانی سے ڈگری صادر ہوئی ہے

وہ بیچارہ مارا گیا ہے گت کیا ہے نادار ہو گیا ہے محتاج ہو گیا ہے۔ برائے خدا اور
 دگر کی ادا لگی کے لئے مسلمان چنڈہ دیں۔ حضرت مولانا ممدوح جو پابندی
 احکام اسلام کے مقابلے میں سفید پوش غنڈوں کی تحریف مجرمانہ اور یا جیانہ کیوں
 کی کوئی پروا نہیں کرتے انہوں نے ان گد اگر دیکھو اس اسلامی حکم کی تباہی کہ اثنائے
 خطبہ میں ایک لفظ بولنا بھی مسلمانوں کے لئے منع ہے اور خطبہ جمعہ کو سکون و
 خاموشی کے ساتھ سنا چاہئے اور نیز اس بنا پر کہ مسجدوں میں اس قسم کے گد اگر
 کو سوال کرنا منع ہے) اوس جذبے کی تحریک کو روک دیا۔ مولانا ممدوح کی یہ کارروائی
 بھی... جس نے مار گزیدہ پراقیوں خواری کا اثر ظاہر کیا۔ اور اخبار زندار
 میں (جو ظفر علیاں صاحب کا سلاخ تحویف مجرمانہ ہے) حضرت مولانا ممدوح کے
 برخلاف نہایت فحش غلیظ اور گندے مضامین نظم و نشر شائع ہوئے شروع
 ہو گئے۔ بغض و کینہ یہ تھا کہ مولانا ممدوح نے کیوں مسجد وزیر خاں میں زندار
 کے کچھول گدائی کی گردش کو بند کیا۔ اور انکی پولیسکل دوکان کی آمدنی کو جو ان کا
 وجہ معاش ہے کس لئے روک دیا۔ ان واقعات کی اطلاع جب علی جناب فرمیل
 جسٹس مرزا ظفر علیاں صاحب جج ٹائیکورٹ و متولی مسجد وزیر خاں کو ہوئی
 اور انکو یہ معلوم ہوا کہ بعض شرارت پیشہ گد اگر مسجد وزیر خاں میں بزور غلبہ جا
 کر کے مسجد کو اپنی گمراہ کن تقریروں اور مفید آمیز پچوں اور گدگری کے چندوں
 کی جولانگاہ بنانا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے بحیثیت متولی مسجد ایک بورڈان حرکات
 سے روکنے کے لئے آویزاں کر دیا۔ زندار صاحب کو متولی صاحب کی یہ کارروائی
 اپنے برخلاف اقدام قتل کی حرکت معلوم ہوئی اور انہوں نے حرص و طمع نفسانی
 کے غلبے میں کھسیاٹے ہو کر مولانا ممدوح اور جناب متولی صاحب دونوں کے
 برخلاف بیچائی کا جامہ پہنکر ایسی بیہودہ کیواس سے پہرے ہوئے نظم و نشر کے
 مضامین کی بہرمار زندار میں شرمع کر دی جنکے بیان کرنے سے بھی حیا و شرم
 مانع ہے۔ جب اوپر سے جواب جاہلاں باشد خوشی پر عمل پیرا تو زندار صاحب نے
 مولانا مولوی ویدار علی شاہ صاحب کے ہمنیال علماء پر بھی سختی سے بوجھا شروع
 کر دی۔ اور مجمع فرقہ ہائے ضلالت کی جمعیت کو اپنے ساتھ ملا کر کافرانہ اور ملحدانہ شورش

برپا کر دی

اس تمام کفر و الحاد کی شورش پر ارکان حزب الاحناف لاہور کو اس مرا
 خیال پیدا ہوا کہ حنفی مسلمانوں میں سے جو بھائی ان گمراہ کن پھندوں میں اسیر
 ہوتے جاتے ہیں اونکو راہ راست پر لائے اور با ایمان مسلمانوں کے ازدیاد ایمان
 کے لئے ہندوستان کے علمائے کرام اہلسنت والجماعت کو لاہور میں تشریف فرما
 کی دعوت دیجائے۔ چنانچہ اسی غرض سے اُس عظیم الشان حنفی جلسہ کا انعقاد ہوا
 جو زیر اہتمام انجمن حزب الاحناف ماہ مئی میں اختتام پزیر ہوا اس جلسہ کے متعلق
 کرنے اور علماء کرام کے تشریف کی ہیبت و عظمت فرقہ ہائے ضلالت پر اس شدت کے ساتھ
 طاری ہوئی کہ انہوں نے انعقاد جلسہ میں رکاوتیں ڈالنے کیلئے کوئی دقیقہ اپنی
 کوششوں کا اٹھاتا رکھا۔ لیکن خداوند کریم کے فضل و کرم سے حنفی صداقت
 کے بحر موج نے مخالفتوں کے گہاس پھوس کو بالکل نیست نابود کر دیا اور یہ عظیم الشان
 جلسہ نہایت شان و شوکت کے ساتھ تین شب و روز منعقد رہا۔ یہ عالی شان جلسہ
 جس میں بیش پچیس ہزار تک مجمع مسلمانوں کا ہونا تھا اور اسی قدر جلسہ گاہ سے باہر موجود
 رہتا تھا۔ باوجود مخالفتوں کی گونا گوں رکاوٹیں ہمہ اگر شکے الحمد للہ کہ خدا کے فضل
 و کرم سے نہایت خیر و خوبی اور امن و امان سے بھرپور امن کامیاب ہوا علاوہ دیگر ہشمار علماء
 ہندوستان سے۔ حضرت مولانا حاجی شاہ سید علی حسین صاحب اشرفی جیلانی
 سجادہ نشین کچھوچھو شریف۔ حضرت مولانا حاجی شاہ محمد حامد رضا خان صاحب
 قادری سجادہ نشین بریلی شریف۔ حضرت مولانا حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب
 نانم جھینڈہ عالیہ سنیہ ہند مراد آباد۔ حضرت مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب از عمود آباد
 حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب سابق مدرس مدرسہ ارشاد العلوم رامپور۔ حضرت
 مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب سابق مدرس مدرسہ جولیہ کھمٹہ۔ از کانپور۔
 حضرت مولانا حاجی حکیم امجد علی صاحب اعظمی صدر الدین مدرسہ مفتیہ امیر شریف۔
 اور پنجاب سے حضرت مولانا حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب سدر الدین
 محدث علیپوری۔ حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ساکن ہمایونی ضلع شامپور۔
 حضرت مولانا محمد کریم الدین صاحب ساکن بیہن ضلع جہلم۔ حضرت مولانا احمد یار صاحب

دیتے ہیں ۹۔ اس پر تمام حضرات علمائے کرام موجودہ جلسہ سے بالاتفاق یہ فتویٰ دیا کہ ایسے محدثانہ اقوال کا قائل مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ اور مرتد از اسلام جو شیعہ جو نتائج حسب احکام اسلامی مقرر ہیں وہ سب نتائج او سپر صا اور ہوتے ہیں لہٰذا نتائج میں سے بعض کی توضیح بھی کر دی گئی اس کے ساتھ یہ بھی بیان کر دیا گیا کہ اگر قائل اپنے گناہ کا اقرار کرے اور ان کفریہ کلمات سے توبہ کرے تو وہ پھر دائرۃ اسلام میں داخل کیا جاسکتا ہے۔

جلسے کے بعد اخبار سیاست کے مالک نے حضرت شامی صاحب قبلہ محدث علیپوری کی خدمت میں حاضر ہو کر موڈبانہ تلافی یافت کو دی جس پر تمام مسلمانوں نے انکو قابل مبارکباد سمجھا۔ اور بعض نیک خیال مسلمان توفیق رکھتے تھے کہ ظفر علیخان صاحب بھی عظمت اسلام کو مد نظر رکھ کر اپنے کفریات سے توبہ کر کے دوبارہ زمرۃ اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور اپنی حرکات ناشائستہ پر اشک ندامت بہا کر اپنے آپکو جرم سے بری کر لیں گے۔ لیکن ظفر علیخان صاحب نے بجائے ایسا کرنے کے اپنے آپکو اس ضرب المثل کا مصداق بنایا کہ اُلٹا چور کو تولا کوڑا قہقہہ، بلکہ اور زیادہ سنج پا اور کھسیا نے ہو کر بازاری اور اوباشانہ حرکات پر اُتر آئے۔ اور اپنے اخبار کو حضرات علمائے کرام کی نسبت فحش بکواسوں اور بد گوئی کے لئے وقف کر دیا۔ اور طرفہ یہ کہ حسب علوت اپنی قوت افترا و بہتان پر زور دیکر یہ بالکل چھوٹی بکواس شائع کرنی شروع کر دی کہ حزب الاحناف کے جلسے میں علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص اخبار زمیندار کو پڑھے گا وہ بھی مرتد از اسلام ہو جائیگا۔ اور اسکا لازمی نتیجہ عورت پر طلاق اس کے حق میں بھی وارد ہوگا گو اس مجنونانہ اور افترا و بہتان کو اگر صرف ظفر علیخان کے ناپاک دماغ کا اختراع ہے کوئی ذی عقل مسلمان باور نہیں کر سکتا اور علمائے کرام سے ایسے فضول اقوال کو منسوب نہیں کر سکتا۔ بلکہ افترا کر نیوالے کو لعنت اللہ علی الذین کذبوا مصداق سمجھتا ہے۔ لیکن ظفر علیخان صاحب نے اپنی بازاری اوباشانہ طبیعت کو یہ تسلی دیکر ٹھنڈا کر لیا کہ آخر کار مہینے بھی ایک ایسا بہتان علمائے ذمے عائد کر دیا ہے جسکی کم از کم انکو تردید کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ حالانکہ ایسے بدیہی بہتان

و افترا کی تردید کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں اور اسکا انتہائی جواب کافی ہے کہ عہد نور سے فشانہ و سنگ بانگ میزند

ظفر علیخان صاحب نے صرف اپنی اتھاری بکواس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس حالت مضبوط الحواسی میں انکا دماغ کا پارہ اس درجہ تنگ چڑھ گیا کہ حواس باختگی کی حالت میں انکو اپنے پیشے اور تجارت کی حفاظت کیلئے درجہ اولیٰ کی ضرورت درپیش ہوئی۔ اور جب لاہور سے کوئی عالم یا لکچر انکو اپنی حمایت کیلئے نہ مل سکا تو فریادیں کر کے گجرات اور لدھیانہ سے ایک دو لکچروں کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ جنہوں نے علما کو کوس کوس کر اپنا اور انکا دل ٹھنڈا کر نیکی کوشش کی۔ اور ان خفیف حرکات سے اپنے دلکو طفل نسلی دیکریوں خوش کر نیکی کوشش کی کہ ان سفیہانہ حرکات سے علما کے فتویٰ کا اثر سرد پڑ جائے گا اور انجمن حزب الاحناف کی کارروائی کا اثر جاتا رہے گا حالانکہ کہاں انجمن حزب الاحناف کا جلسہ جہیں اراکین حزب الاحناف نے اپنی جیبوں سے بطحیط خاطر روپیہ خرچ کیا اور کہاں ظفر علیخان صاحب کے گداگرانہ جلسے جنہیں ہمیشہ دست گداگری بڑا کر کبھی اسلامی اور قومی کام کے نام سے اور کبھی خاص اپنی ذات کیلئے کاسہ گدائی کو گردش دیجاتی ہے

بہیں تفاوت رہ از گجاست تا بکجا

ظفر علیخان صاحب کے جنون کا ظہر مایٹر اس حالت بے حواسی میں اس درجہ تنگ پہنچ گیا کہ انہوں نے سکبہ اکالیوں کو اپنا امام اور اپنے آپکو انکا مقتد ثابت کر نیلے مسلمانوں میں یہ تحریک پھیلانی چاہی کہ وہ شہید ہی جیسے تیار کر کے مسجد و ریناں پر مورچے قائم کریں اور مسجد پر جبراً قبضہ کر کے حضرت مولانا مولوی دیدار علیشاہ صاحب کو مسجد سے نکال کر باہر کر دیں۔ اور متولی مسجد کو تولیت سے معزول کر دیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں جب ذرا اپنی حرارت دماغی کم ہو گئی تو آپ کو یہ ہوش آگیا کہ اقل تو اس کام کیلئے سوائے چند بیکار اجرتی لونڈوں اور اوباشوں کے اور کوئی شخص نہیں مل سکتا اور قانونی نظر سے کارزبردست شکوہ سامنے موجود ہے۔ تو آپ نے اپنی اس حرکت پر زیادہ اصرار

تہیں کیا۔ اور غالباً اب انکو یہ دیکھ کر ندامت اور شیمانی ہوئی ہوگی کہ متولی صاحب
مسجد اور حضرت مولانا صاحب نے ظفر علیخان صاحب کی ان گیدڑ بیگیوں کو ایک
خفیف الحركات اور باش کی بکواس سے زیادہ وقعت نہیں دی۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ
جس جلسے میں علمائے کرام کے فتویٰ پر نفرت و حقارت کا اظہار کیا گیا اوسیں ان
اشعار کو پڑھنے کی بھی جرات نہیں کیگئی جنکی بنابر کفر کا فتویٰ دیا گیا تھا۔ مقام تعجب
ہے کہ بغیر اس امر کا اظہار کر نیکی کہ کن اشعار پر فتویٰ کفر دیا گیا اس فتویٰ کی ہتک کی
جائے اور اسکو مورد الزام بنایا جائے۔ اشعار مذکور کو گندے جوتھڑے کی طرح جلسے میں
چھپائے رکھنا اور صرف یہ دایلا اور آہ فغان کرنا کہ: ”دیکھئے حضرات یہ مولوی لوگ
مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں اور خواہ مخواہ مومنین کو دائرۃ اسلام سے خارج کرتے ہیں“
ایک عجیب طفلانہ اور بازاری بلکہ مجنونانہ حرکت ہے۔

اسوقت تک بھی ظفر علیخان صاحب کو یہ جرات نہیں ہوئی کہ وہ اپنی طرف سے
کوئی ایسی توجیہ ان اشعار کی پیش کر سکیں جنسے وہ الفاظ کفر والحاد کے دائرے سے نکل
سکیں۔ صرف عبد الحمید نامی سی اپنے ہمنیال کے نام سے ایک اتم غلمے سرو پا
مضمون شائع کر دیا ہے۔ جس میں ایسے بے تک اور بے ربط فقرات ہیں جنکا کوئی مطلب
ہی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کچھ تانکر اگر کوئی دلیل پیدا کیگئی ہے تو وہ یہ ہے کہ ایک
تصنیف میں اگر کوئی شخص کچھ کلمات تائبہ اسلام کے کہ جائے اور ساتھ ہی کلمات
الحاد و زندہ بھی بول جائے تو اسکی تکفیر نہیں ہو سکتی۔ نعوذ باللہ من ہذا الخذلان
حضرات ناظرین سے التماس ہے کہ جو مجنونانہ حرکات ظفر علیخان صاحب سے
آج کل ہو رہی ہیں ان میں وہ اس حد تک مذکور ہیں کہ وہ اپنے دل میں ایک سخت
ورو محسوس کر رہے ہیں اور وہ ایک قسم کی حرکات مذہبی ہیں جو مایوس اشخاص سے
بحالت بے اختیاری صادر ہو جایا کرتی ہیں انکو اپنی حالت صاف نظر آرہی ہے کہ
انکا پیشہ چندہ بازی اور گداگری سرو پڑتا جانا ہے۔ انکے اخبار کی اشاعت پر ایک
زبردست حد مہ نازل ہوا ہے۔ انکی رکیک اور ذلیل حرکات سے انکی وقعت روز بروز
کم ہوتی جاتی ہے۔ وہ ابھی ایک ماہ سے کم کا عرصہ چھوٹا ہے کہ حضرت قبلہ حضرت علیہ السلام
ادام اللہ پر گاتہ کی خدمت عالی میں بمقام علیپور ساٹلہ دامن امید پسیا کر اس عرض

سے حاضر ہوئے تھے کہ حضرت مدوح ریاست حیدر آباد وکن میں سفارش کر کے انکا
وظیفہ بحال کرویں اور انکو ذمہ جو بیس ہزار روپے کا قرضہ ہے وہ بھی حضرت قبلہ شاہ صاحب
اپنے مریدوں سے چندہ کر اکر ادا کرادیں۔ اور چونکہ انکے اخبار کی آمدنی بہت کم ہوگئی ہے
لہذا تعداد خریداران بڑانے میں بھی انکی مدد فرمائیں۔ اب اس حادثے کے پیش آنے
سے انکی وہ آخری امید بھی قطع ہوگئی۔ اسلامی ریاست سے خارج ہونے اور سرکاری
انگریزی کی عدالتوں سے باغی و مفسد قرار دیئے جانے کے بعد وہ عملاً ممنوع الملامت
قرار پا گئے ہیں۔ پرائیویٹ ملازمت بھی اتنے روپے کی آمد کی امید نہیں جس سے انکے
امراقات کثیرہ جنکے وہ عادی ہو چکے ہیں پورے ہو سکیں۔ اب وہ ہرائی و فلی اور پرانا
راگ مصنوعی اسلامی چندہ و نکاحی مؤثر نہیں رہا۔ اور ذاتی اخراجات کیلئے انکی گدا
گری بھی اب نفرت و حقارت کے ساتھ دیکھی جاتی ہے۔ اور فرضی مقتدائے اسلام
بنکر انکا کچھول گزائی جو گردش کیا کرتا تھا وہ بھی علمائے کرام کے فتویٰ سے اوندا
ہو گیا۔ اب قانونی شکنجوں نے انکو ایسا ڈرا دیا ہے کہ انہیں کھلی کھلی بغاوت انگیز اور
مفسدہ پرواز تقریریں کر نیکا بھی حوصلہ نہیں رہا۔ ایک راسخا منتر ظفر علیخان صاحب
کے پاس یہ تھا کہ وہ میں اسلام اور مسلمانوں کی خاطر جیتنے میں گیا اور قید کی سختیاں
سہیں اسلئے مسلمانوں پر میری امداد کرنا فرض عین ہے اور میں ایک قومی شہید
کار تہہ رکھتا ہوں، لیکن اس منتر کی قلبی بھی اس حد تک کھل چکی ہے کہ اب اسکے جواب
میں ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی یہ کہتی ہے کہ اس پولیشیل تجارت میں ظفر علیخان صاحب
بطور ایک پیشہ ور کے داخل ہوتے ہیں اور اسیں تنگ نہیں کہ اس ناجائز و برخطر پیشے
میں جہاں ایک طرف لاکھوں روپے منافع کی امید ہوتی ہے وہاں دوسری طرف جیتنے
کے خطرات بھی ہوتے ہیں۔ بیوپار میں فائدہ بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی ہوتا ہے
اور خطرناک کاموں میں خوفناک نتائج بھی پیش آتے ہیں۔ پس ایسا شخص جس
عرصہ دراز تک ایک خطرناک پیشہ کو اختیار کر کے منافع کثیر اٹھایا ہو وہ کسی نقصان
کے پیش آنے پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نقصان کے اٹھانے میں اس نے دوسرے
لوگوں پر کوئی احسان کیا ہے۔ اسکی مثال یوں ہے کہ مارواڑی باڑیگر اس طرح تماشہ
کرتے ہیں کہ دو مخالف سمتوں میں لکڑیاں نصب کر کے انپر رشتی باندھ کر اسپر چلتے

ہیں اور بعض اوقات بہت تیز لگائی کرتے ہیں اور اپنے اس تماشا دکھانے پر لوگوں سے بطور انعام بہت سارے روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ لیکن فرض کیجئے کہ رسی پر چلنے والا بازگیر تیز لگائی کرتے ہوئے گر پڑے اور اس کے کوچی چوٹ آجائے تو اس نے تماشا دیکھنے پر کون سا احسان کیا۔ دراصل اس نے جو کچھ کیا اپنے پیٹ میں لپیٹ لیا۔ اور اگر اسے کوئی ضرب آگئی تو پیٹ کے دھندے کی وجہ سے پیش آئی۔ جس طرح اس بازگیر کو شہید قوم ہونیکا رتبہ حاصل نہیں ہو سکتا اسی طرح ظفر علیخان نصاحب بھی سزا کے قید کو اپنا تنفس شہادت بنانیکا کوئی حق نہیں رکھتے۔ اس سزا کے چلنے پر سزا کے مقابلے میں اس معجز نما جواب نے اس افسوس کو بھی سیکار کر دیا ہے غرض کہ ظفر علیخان صاحب کے پرانے پرچوں میں اب کوئی پرچہ بھی چلتا نظر نہیں آتا۔ اس بات پر کوئی کہیں نہیں بھی اگر وہ حضرات علماء کرام اور صوفیاء عظام کو ملا حیاں سنا کر اور اپنے مخالفین کو گیدڑ بھبکیاں دیکر اپنے اس رویہ کو اس وقت تک جاری رکھیں جب تک کہ بالکل قعر مذلت و گنہامی میں گر جائیں تو اس عارضی عرصہ میں جو کچھ مجنونانہ یکواس و دکیا کریں انکو حضرات ناظرین مرفوع القلم سمجھ کر ناقابل التفات خیال فرمائیں۔ یہ حرکات مذہبی صرف تھوڑے عرصے تک جاری رہیں گے۔ اور اگر ظفر علیخان صاحب نے ان حرکات پر کچھ زیادہ عرصہ کیلئے اصرار کیا تو یقیناً خداوند کہیم عنقریب ایسے اشخاص پیدا کر دیگا جو جواب ترکی بہ ترکی دے کر انکے ڈھول کے پول کو پوری طرح ظاہر کر دینگے اور تھوڑے ہی عرصے میں ظفر علیخان نصاحب کو معلوم ہو جائیگا۔ جو حرکات انہوں نے کی ہیں یا کر رہے ہیں وہی انکے قطعی تباہی اور بربادی کا باعث ثابت ہوئے۔

خاتمہ پر ہم دعا کرتے ہیں کہ ظفر علیخان صاحب کو خداوند کریم ہدایت نیک و دیگر صراط مستقیم پر لائے اور وہ اپنے نامہ اعمال کی سیاہی کو اشکِ ندامت سے دھو کر اپنے آپ کو پیروران اسلام حقیقی میں شامل کریں۔ و ما علینا الا البلاغ المبین

قومی لیڈر اور حزب الاحناف لیڈروں کی اسلامی ہمدردی کی حقیقت اور دنیا کے اسلام سے طلبِ نصاب

ماہ گذشتہ میں حزب الاحناف لاہور نے ہزاروں روپے خرچ کر کے جلسہ کیا۔ دو روزانہ کے علماء کرام و صوفیائے عظام کو دعوت دی گئی کہ ان بزرگوں کو سلامت رکھنے کا تکلیف گزار فرمائیں اور تشریف لے آئے بڑی غرض اتفاقاً جلسہ کی یہ تھی کہ گذشتہ چند سال سے سیاسی تحریکات کی انہیوں نے سطح اسلام پر جو خائن پس پھیلا دیئے ہیں انہیں صاف کیا جائے مگر اسلام کی ہم آہنگی سے جو حق و باطل کا امتیاز مٹایا جا رہا تھا اسکی روک تھام کی جائے۔ اسلام سے بے خبر لوگوں مسلمانوں کو خود غرض طلب پرست اور غیور دنیا دار (نام کے لیڈر) قومی و اسلامی ہمدردی کے نام سے قورضالت و مذلت کی طرف لیجا رہے ہیں اس سے انہیں متنبہ کر کے بچایا جائے۔ ان کے لئے کہ بزرگانِ دین نے جو معاذ فرمائے انکا خاطر خواہ اثر ہوا۔ حتیٰ کہ مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ لیکن یہ حقیقت واضح ہے کہ گرد و غبارِ حجاج ہی کی طرح ہے یا جسم پر پڑا ہو معمولی طور پر جہاز سے اڑ سکتا ہے مگر جو کئی سال سے جسم اور کپڑے پر گریز و جسم کی طرح ہو گیا ہو وہ جہاز سے چوکنے سے نہیں بلکہ صابن منکر گر میں لگانے سے بھی بمشکل چھوٹ سکتا ہے۔ اور پھر اسکے چھوڑنے سے جسم کو بھی کس قدر تکلیف ضرور ہوتی ہے بقول سعدی حلیہ الرحمتہ و درختیکہ انکوں گرفتِ پست پائے بدینہ روتے شخصے برآید ز جاسے و کو چنناں روزگارے ملی بگر و نش

اسخ پر نگاہ
جلسہ حزب الاحناف کے دوران و عظیم مشہور علیخان کے بعض اشعار غیر مشروح کا ذکر آیا اور علماء نے بالاتفاق ان اشعار کو کفریہ بتایا مگر صوفیائی کے توہوں کے لیکن کوئی علوم دینیہ اسلامیہ کے عالم نہیں ہیں۔ لہذا اگر ان کے اشعار نہ لکھ پڑا جائے میں کوئی فوگداشت ہوگی کسی تو اسکا آسمانِ عروج ہی تھا کہ علماء کے رویہ اسکا اعتراف کر کے انہیں جس طرح وہ اشعار شائع ہوئے ہیں اس سے ہی توبہ شائع کر دینے کو بجائے اسکے انکار

نے بات کا متنگ کر دیا۔ اخبار کے کالم سیاہ کر دیا۔ ایک نیا مضمون لکھا گیا کہ کہاں تو آپ ظفر الملت مولانا ظفر علی خان پشاور سے تھے اور کہاں یہ کباب پکا کر کفر کی تخت میں لگے پھر کیا تھا علمائے اسلام کو وہ بے نقط سنا نہیں کہ خدا کی پناہ۔ کفار مشرکین بھی جس سے شرا ہے ہیں۔

ایک عجیب بات جو مسٹر ظفر علی خان نے اپنے شور و شغب جہلا میں پیدا کر دی وہ یہ ہے کہ علمائے جو فتویٰ کفر ظفر علی خان پر لگا یا ہے اس کے زعم میں تمام مسلمان گویا کہ مسٹر موصوف کے شریک ہیں۔ حالانکہ خداوند کریم فرماتا ہے وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ وَفَّيْتُ هَؤُلَاءَ قَوْمَهُمْ لَمَّا تَبَوَّءُوا مِنَ الدِّينِ مَنَاصِبَ لَا يَتْلُو شِعْرَ اللَّهِ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ لَئِنْ شَاءَ اللَّهُ يَكْفِضَهُمْ لَقَدْ جَاءَهُمْ بَشِيرٌ مِّنْ رَبِّهِمْ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مِّنْهُ۔ بعض ہوشمندوں نے ایک روز اسے دیکھ کر گھیر لیا۔ گیدڑ بھی کسی اخبار نویس لیدر سے کہہ نہ تھے۔ جس طرح ایک اخبار نویس نند زور تحریر کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے ویسا ہی گیدڑ نے بے تحاشہ دوڑ لگائی اور گھیرے سے نکل گیا۔ مگر حواس باختہ جست سے ایک نہر میں کود پڑا۔ پانی زیادہ تھا پیش نہ گئی اور بہتہ نکلے۔ اب جب کوئی چارہ کار نہ رہا تو پکار پکار کر کہنے لگے میں سو تو سالہاں جہان پر پکا چرواہوں نے نہ گھیرا ہے نہ کالا اور دریافت کیا کہ مسٹر گیدڑ یہ تو بتا کہ تیرے مرنے سے سالہاں جہان کیسے مرا گیدڑ نے کہا کوئی تمنا نہیں۔ جان ہے تو جہان ہے۔ یعنی یہی حالت مسٹر لیدر کی ہے کہ اگر وہ مسلمان نہیں تو دنیا بھی مسلمان ہے اور جب وہ مسلمان نہ رہے تو دنیا کس طرح مسلمان رہ سکتی ہے۔ افسوس۔ بجائے توبہ کے جناب لیدر صاحب نے تادیبات باطلہ سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے صاحب تاویل باطل چوں گس۔ وہم او بول خود تصویریں ذیل میں ہم باروان احناف کی تشبیہ اور دنیا کے اسلام طلب انصاف کی خاطر بعض ان لوگوں کے اقوال مرجع کرتے ہیں جو قوم کے لیدر کہلا کر ضلالت و گمراہی کا باعث ہوئے ہیں جنکے نزدیک کفر و اسلام میں کوئی تمیز نہیں اور وہ حَلَطُ اَعْمَالِ صَالِحِ اَوْ اَعْمَالِ سَيِّئَةٍ کے مصداق ہیں۔ اور دریافت کرتے ہیں کہ ان اقوال کے مانعین علماء حق ہیں یا کفر کا قائلین اور علماء کے مشرکین؟

قومی پشوروں کی سلامتی ہماری مشیت از خوار دیکے از ہزار

مسٹر ظفر علی خان کی قومی و اسلامی ہمدردی کی حقیقت ثابت شدہ ہے

شملہ والے اعلان میں گورنمنٹ کی عنایتوں کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ خاکسار کو یہ جواز بھی مرحمت فرمائی ہے کہ اپنے سہقہ دار اخبار ستارہ صبح کو ترقی دیکر ایک اعلیٰ پیمانہ کاروبار نامہ کر دے۔ ان نوازشات کے لحاظ سے خاکسار ہزار ہا سرمایہ کیل اوڈ وائر بالقابہ کا جھنڈا شکر یہ ادا کرے کم ہے۔ اور اس اخبار کا اولین مقصد اس عقیدہ کی تلقین کرنا کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کی بقا و اہل ملک کے بہترین مفاد کی ضمانت ہے۔ یہ دیندار اور اسکے حامی بتائیں کہ سرکار اس عقیدہ کی تلقین کی کسی عالم و صوفی کو بھی ہدایت ہے ؟

مسٹر موصوف شاہ جارج کے ایک مدحیہ قصیدہ موسومہ اراوت میں رقم فرماتے ہیں۔

خداوت ہر زبانوں میں جلاوت ہر زبانوں میں
سروں میں و سینوں میں لوں میں و زبانوں میں
برہمن کو صنم خانہ میں سلم کو افانوں میں
یہی اک نغمہ جاں بروہے سبھی ترانوں میں
کہ جس سے سرخرو ہم ہو سکندریوں جہانوں میں
کہ داخل ہو گئے تیسرے ہم بھی درج خوانوں میں

ناظرین پر سطور بالا سے واضح ہو گیا کہ مسٹر ظفر علی خان نے سرمایہ کیل اوڈ وائر کا کتنی صداقت آمیز الفاظ میں شکر یہ ادا کیا۔ اپنے اخبار کا مقصد اولین سلطنت برطانیہ کے ہند میں بقا کی تلقین کرنا قرار دیا۔ ایک غیر مسلم بادشاہ کو ظل اللہ بتایا۔ اسکی اطاعت پر دونوں جہان کی سرخروئی کو منحصر کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن انہی آڈ وائر صاحب کے اراکین نے خدا جلے کس و ہب سے جب بعض صوفی مشرب بزرگواروں سے ایک کاغذ پر دستخط کر لے اور لیدر میں اسکو لگے وہاں سرمایہ دین کے نام سے شائع کرویا تو دیندار اور اسکے حمایتیوں نے دنیا بہرے گندے اور نجس الفاظ سے اپنے مذہب پاک اور کائنات حق تعالیٰ کو بیٹھنے۔ پھر یہ ظفر الملت صاحب ترانے اور درج سرشیا اسکی کر رہے ہیں ؟

مستحضر نظام دکن خلد اللہ ملکہ کے ایام جنگ میں گورنمنٹ کو لاکھوں روپیہ اور گنت فوجیں بطور امداد دیں تو زمیندار نے ایک حرف نہ لکھا اسکے متعلق نہ لکھا بلکہ ہندو والی دکن خلد اللہ ملکہ کے قصیدہ اخبار میں درج ہوتے ہیں اور مفتقد موصوفیوں سمجھا کر وہاں سفارش کی دیکھنا تیرا کہنا کہ دیندار کس سے کچھ نہ لایا کچھ نہ لایا اگر یہ سب باتیں سچ ہیں تو کیا

وجہ ہے کہ مسٹر ظفر علی خان کیلئے جو احوال باعث فخر ہوں وہ دوسروں کیلئے باعث
وقت - افسوس - خود فوج بھی کر رہے تھے اور بے ثواب آلتا۔

۵ جولائی ۱۹۲۵ء کے زمیندار کاظم پر کسی صدیق حسن صاحب نے مولانا
حامد رضا خان صاحب سلمہ اللہ کی شان میں اپنی سفید باز گستاخی کا یوں ثبوت دیا ہے۔
سب زبان تابود دروہاں جاگیر + ثنائے نصائے بود و لیتیر + صدیق حسن بلوی کو چاہا
کہ جس طرح مسٹر ظفر علی خان کی نظم و نشر لکھ کر مجھے اسے کمترین خوشامدی ثابت کیا ہے تم
بھی اپنے ثبوت میں مولانا حامد رضا خان صاحب کا ثنائے نصائی میں کوئی شعر یا فقرہ
نظم پیش کرو۔ ورنہ شرارت اور خدا سے ڈرو۔

امام احمد مولوی ابوالکلام آزاد کی حقیقت امامت آپ فرماتے ہیں اگر
کوئی دوسری طاقت ہندوستان پر حملہ آور ہو تو مسلمان اپنا پہلا فرض سمجھیں گے کہ
ہندوؤں کی مدافعت کے لئے اپنی جانوں کو قربان کر دیں پھر فرماتے ہیں اگر کوئی
طاقت ہندوستان پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا صرف یہ نہیں کہ وہ حملہ آور سے مقابلہ کریں
بلکہ اگر ایک ہندو قتل ہو جائے تو دس مسلمان اپنی جانیں قربان کر نیکی ملے تیار ہو جائیں۔ پھر
فرماتے ہیں اگر خلیفہ کی فوج ہندوستان پر حملہ آور ہوگی تو مسلمان اس سے بھی
بڑھ کر تیار ہو جائیں گے ہرگز خلیفہ کا ساتھ نہ دیں گے۔ مرزا نیوں کے متعلق ایک استفتاء کے
جواب میں آپ لکھتے ہیں (مرزائی) یقیناً مسلمان ہیں و راست اسلامیہ میں داخل
اور وہ تمام حقوق رکھتے ہیں جو کسی مسلمان فرد یا جماعت کو حاصل ہیں جو شخص انہیں
کافر کہتا ہے نہایت سخت خطاب کا مرتکب ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے مفسدوں
کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ امر آ۲۷۔ ایک ایک ہندو کی بجائے دس دس مسلمان جانیں
کیوں دیں۔ کشمیر پر میں زندہ مسلمان ہندوؤں نے آگ پر جلائے۔ بہادر ہیں ہزاروں
کو ہندوؤں نے بے خانمان کیا۔ ملتان اور سہارنپور میں اپنے عقیدہ کے مطابق حضرت
امام حسین علیہ السلام کا ماتم کرنے والے روتے ہوئے کو اینٹ پتھروں سے ہندوؤں نے
تواضع کی تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایسے محسن و مددگار دین کیلئے مسلمان قربان نہ ہوں لیکن
خیال ہے کہ امام احمد صاحب کا یہ حکم ماننے کیلئے مسلمان تیار نہ ہوں گے۔ مگر تعجب خلیفہ
کو کہ آپ ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی صورت میں بڑھ کر تیار ہیں تو پھر ان کو جو کو

کیوں لعنت علامت کیجاتی ہے جنہوں نے عراق میں جا کر خلیفہ کی افواج کو ہند پر حملہ
کرنے سے روکا ہے۔ ایمان اور انصاف کی مدد سے جواب دیجئے کہ یہ خلافت کی اعانت ہے
یا ہندوؤں کی۔ شہرہ عرب و عجم۔ ہندو سندھ کے علماء و مفسرین مرزا نے کو اگر آپ مفسد
کہتے تو پھر امیر ایمان اللہ غازی کیلئے آپ کیا حکم لگاتے ہیں جو انہیں جان سے مروا ڈالتے
ہیں۔ مسٹر محمد علی صاحب کی حقیقت ہمدردی اسلامی۔ آپ فرماتے ہیں
ہمیں چاہئے کہ ہم سب ایک ہی جے یکا رہیں۔ اور یہ جے ہما تھا گاندھی کی جے ہو رہی ہے۔
سروا رہیں اور انہی کی عزت ہمیں فرض ہے (اخبار خلافت) پھر فرمایا۔ خدا کی طرف سے ہیں
ایک رہبر کامل عطا کیا گیا ہے جس کا نام ہما تھا گاندھی ہے۔ میں کسی مذہب میں ایسا آدمی
نہیں دیکھتا جسکو میں اپنا سروا راتوں۔ اگر کوئی ہستی ایسی ہے تو وہی ہستی ہما تاجی
کی ہے۔ بڑی بی کی ایک تقریر میں آپ فرمایا۔ اے ہندو بھائیو تم دعا کرو اگر ہندوؤں کا مذہب
سچا ہے تو ایسا پورا ہندوستان چھوڑ دیا جائے اور اسے مسلمان اگر ہمارا مذہب سچا ہے تو اللہ تعالیٰ
مجھے مسلمان مارے (اخبار مشرق گو کہ پورہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء) امر تکر کے ایک جلسہ میں کہا۔ میں
ہما تھا گاندھی کی جے اور اللہ اکبر کو مترادف سمجھتا ہوں (اخبار نصرت لاہور ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۲ء)
مسٹر محمد علی کے نزدیک جب اللہ اکبر اور ہما تھا گاندھی کی جے یکساں ہیں تو کیا تعجب ہے
کہ اذان اور نماز میں آپ بجائے اللہ اکبر کے ہما تھا گاندھی کی جے کہنا جائز سمجھتے اور کہتے
ہوں۔ آپ ہما تھا گاندھی کی فقط جے ہی پر کاربند ہیں مسلمانوں کو ترغیب نہیں دیتے بلکہ
انہی عزت و تعظیم کو فرض بتاتے ہیں۔ نہ معلوم پھر یہ خلافت و خلیفہ کی کیوں لگائی جاتی
ہے؟ ہما تھا گاندھی اللہ کی طرف سے جب آپ کو ہر کامل عطا ہوتے تو وہی ہو صلی
اللی اللہ علیہ وسلم مسٹر محمد علی کو ہندویت اور اسلام دونوں مذہب یکساں معلوم ہوتے
ہیں کسی ایک پر حقانیت کا یقین نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کا شکر ہے اسلامی
اصطلاح میں خدا کی طرف سے ہر کامل نبی و رسول یا کم از کم نبی و رسول کے طریقہ کے
مطابق ہدایت کرنے والے کو کہا جاتا ہے مگر معلوم نہیں مسٹر محمد علی ہما تھا گاندھی صاحب
کو کن معنوں میں خدا کی طرف سے ہر کامل مانتے ہیں؟

مسٹر شوقیت علی صاحب کی لپیڈ رازہ حقیقت جامع مسجد دہلی میں ایک تقریر کے
دوران آپ نے فرمایا۔ صرف دہلی جے پور کے مسٹر محمد علی ہما تھا گاندھی کہتے ہیں

کوراضی کر لو گے۔ (میرینہ بخنوار حضرت علیؑ) پھر فرمایا "ہم ایک ایسا مذہب ایجاد کرنا چاہتے ہیں جو ہندو مسلم امتیاز کو اٹھا دیگا اور سنگم و پرکاش کو مقدس ٹھہرائیگا۔ پھر فرمایا اسے خدا جیسے ایک نیک کام بھی ہو گیا ہے یعنی میں اور مہاتما گاندھی بھائی بھائی ہو گئے ہیں۔" ایک دوسرے موقع پر فرمایا میں نے اپنی ذات سے ارادہ کر لیا ہے کہ میں کسی ہندو بھائی سے نہیں لڑوں گا چاہے وہ میری بزرگ ماں کو سیرت تک کرے۔ میری بہو اور بیٹی کو سیرت کرے۔ قرآن شریف کو پھاڑ ڈالے میری مسیحی کو شہید کر ڈالے (زبان بخنوار ۲۳ ستمبر ۱۹۴۷ء) پھر فرمایا "ہم ہندی قوم پرست ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہمارے خلاف تلوار اٹھائیں گے" (اخبار مشرق گو، گجرات ۱۲ جنوری ۱۹۴۷ء) مسٹر لیڈر کہتے ہیں زبان بیچے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا غالباً ایک غرض تھی وہاں کے مانتھو مسلمانوں کو شدت کرینی ہے اور خود تو گاندھی جی کے یقینی بھائی جو ہی چکے ہیں۔ لیکن ماں اور بیٹی کی حرمت کو ہندو پر قربان کرنا اور قرآن و مسجد تک کو ان کے مقابلہ میں بے حقیقت سمجھنا مسٹر شوکت علی جیسے غیر متداول و گروہ والے انسان جی کا کام ہے۔ ان کفر پروردہ ہندو سے خدا جانے غرض کیا ہے۔ اسکے بعد آپ کہتے ہیں کہ ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اس سے لڑیں گے۔ پھر حمایت خلافت کے چاکے ناوان مسلمانوں کو کیوں دیئے جاتے ہیں۔ اور کیوں صاف لفظوں میں اعلان نہیں کر دیا جاتا کہ مسلم قوم کی ہمدردی کے نام سے شدھی سبھا کی ایجنسی کے فرائض ادا کئے جا رہے ہیں اور اب ہمارا اوپر کا تعلق ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر کچلو صاحب کی اسلامی حقیقت سکھوں کے دربار امرتسر میں اکال تخت کے روبرو کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا "سکھ دھرم اور اسلام میں کوئی فرق نہیں۔ میرا دھرم بھی سکھی ہے" وغیرہ۔ (روزانہ اردو اکالی اخبار امرتسر ۱۵۔ اگست ۱۹۲۳ء)

پہلے ہی قومی لیڈر جو قوم کو اپنے پیچھے لگانا چاہتے ہیں اور جو علماء و اصفیاء قوم کو ایک پیچھے لگنے سے روکتے اور ان کے کلمات سے بچانا چاہتے ہیں انہیں سب و شتم کیا جاتا ہے ہمیں تو معاموم نہیں لیکن رازدان لوگوں میں مشہور ہے کہ مسٹر ظفر علی خان (رازمیندار) کا پس پردہ گورنمنٹ سے کچھ اور بھی تعلق ہے جو پبلک میں نہیں نہ پبلک اس سے آگاہ ہے بلکہ وہ تعلق وہی ہے جسکی آڈو اثر صاحب کا شکر یہ ادا کرنے اور شاہ برٹانیہ کی تعظیم اور ان کے اہل بیتانہ سے بڑا آتی ہے۔ اور وہاں اوصاف اور کچھ

دور کردہ متہم کر نیکی نابکار سعی کرتے ہیں تو اسکی مثال اس عورت کی طرح ہے جسکی ناک کسی عیار نے کاٹ ڈالی تھی۔ سب اسکی دنیا جانتی تھی کہ وہ ناک کتنی بڑے مگر جب کسی سے بات کرتی تو چھپت کہتی تھی کہ تم تو ناک کٹوں والی باتیں کرتے ہو۔ بعینہ ہی حالت زمیندار کی ہے جو بلا ثبوت علماء کو متہم کرتا ہے۔ لیکن سمجھیں پھر جب اس رازدان طبقہ کو کہا کہ وہ قید ہوئے اور ہزاروں کا نقصان اٹھایا۔ تب جواب دیا کہ کابل کی طرف ہجرت کرنے والوں کے ساتھ جو ہزاروں ایسے آدمی گئے تھے تو جیل میں چلا جانا کونسی کٹھن منزل ہے۔ اس میں تو اور فائدہ تھا پھینک دئے نہ پھینک دئے اور رنگ چو کہا آئے۔ کھانا دانہ سرکاری باقی بچیت۔ اور پبلک سے چندہ و لیڈری نفع میں۔ بالآخر اس سید جواب پر ساکت ہی ہونا پڑتا ہے۔ باقی لیڈر ان کے مولوی ابوالکلام صاحب اور مسٹر محمد علی دسٹر شوکت علی و ڈاکٹر کچلو صاحبان وغیرہ ہیں۔ ان کے اقوال سے ظاہر ہے کہ انکا دین کوئی خاص نہیں وہ ایک نیا مذہب تجویز کر رہے ہیں شدھی سپہا کے مبلغ یا شد و مانند و گاندھی کے چیلے و ایجنٹ ہیں۔ قرآن اور سبھا کی عظمت کو پیچ سجتے ہیں۔ وہ ہندو کی خاطر خلیفہ المسلمین اور مسلمان خوکوں سے لڑنے کو شمشیر کھینچتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلام اور سکھ وغیرہ مذاہب میں کوئی فرق نہیں (نعوذ باللہ من الخرافات) بالآخر ہم و نیا سے اسلام کے برابر فرقہ اور مذہب ملت سے لیڈروں کے مندرجہ بالا اقوال پر استفادہ کرتے ہیں کہ ان اقوال کے کہنے والوں کے لئے شریعت اسلام میں کیا حکم ہے؟ جس قدر جواب آئیں گے وہ چھاپ اں مسلم پارٹیز کانفرنس رتسر میں بعض اصلاح پیش ہونگے۔

امکان کذب و خلف و عید کے متعلق فقیر دین متاخرین کا عقیدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جیسے فراموشی بھی سمجھ رہے اور کچھ ایمان سے حصہ وہ یقیناً جانتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی ایک صفت منجملہ صفات کریمہ صدق اور سچائی بھی ہے اور وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا اللہ جل شانہ سے بات کرنے میں کون زیادہ سچا ہے وہی ایک کریم کار سنا ہے جسکی بات پاک سے مخالفت و عداوت ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنْ اللّٰهُ لَا یُخَلِّفُ اَلْوَعْدَ حَبِ اٰیَاتِ کریمہ

ثابت ہے کہ صدق اور سچائی اللہ جل شانہ کی صفات قدیمہ ہیں اور قدیم وہی ہے جس کا زوال محال ہو۔ لہذا جب تک یہ نہ مانا جائے کہ خدا کے کریم سے صدق و سچائی دور ہو سکتی ہے امکان کذب کلام الہی میں کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اس واسطے کہ کلام میں سچائی جلنے پر چھ اور صدق دور ہونے ہی کا نام کذب ہے بناء علیہ شیخ علاء علیہ الرحمۃ نظم الفرائد میں تحریر فرماتے ہیں قال الامام مخیر الدین الرازی رحمہ اللہ اذا جاء الخلف في الوعيد بنقض الکلام لم یجوز الخلف في القصص والاخبار لغرض المصلحة ومعلوم ان فتح هذا الباب یقتضی الى الطعن فی القرآن وکل الشریعة انتہی بلفظ۔ وھکذا فی التفسیر والکبیر ترجمہ۔ امام مخیر الدین راوی رحمۃ اللہ علیہ ثنائی المذہب فرماتے ہیں کہ اگر وعدہ عذاب میں مخالفت ممکن اور جائز سمجھی جائے گی تو پھر قرآن مجید کے قصوں اور خبروں میں کذب ممکن اور جائز نہ سمجھنے کی کیا دلیل ہے۔ پھر امکان کذب اگر کلام باری تعالیٰ میں مانا جائے گا تو تمام شریعت اور قرآن پر مخالف گوینے اور وطن کرنے کی استعداد گنجائش بجا بیگی کہ ہرگز کی نسبت کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے اللہ جل شانہ نے کسی مصلحت سے یہ جھوٹ بولا ہو۔ اس واسطے کہ جوابات ممکن ہے اس کا وقوع میں نا محال اور محتج نہیں ہوتا۔ لہذا نظم الفرائد میں علامہ عبد الرحیم بن علی مشہود شیخ زادہ۔ عمدہ المہم نسفی اور شرح کبیر امام لقانی اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہم الرحمۃ سے تحریر فرماتے ہیں وذهب مشائخ النصفیۃ الی انہ یمتنع خلف الوعد کہ یمتنع تخلف الوعد کما فی العمدۃ للامام النسفی وشرح الکبیر للامام اللقاق وشرح القفطہ اکابر ملا علی القاری یعنی ہمارے مشائخ خفیہ فرماتے ہیں کہ وعدہ ثواب وعذاب دونوں کی مخالفت ذات خداوند کریم سے محتج بالذات ہے۔

اس واسطے فقہ اکبر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وما کان من السیئات دون التبرک والکفر والہیبت عنہا حق مادت وہی منافقۃ فی غیبہ اللہ ان شاء علیہ وان شاء علی غیبہ یعنی علاوہ کفر وشرک کے تمام گناہوں کی سزا اگر کوئی مومن بلا توبہ مر گیا تو موقوف اللہ جل شانہ کی مشیت پر ہے وہ چاہے عذاب کرے خواہ بخش دے اور جب سب گناہوں کی سزا وابستہ مشیت ہے کوئی عذاب کا وعدہ قطعی قرآن مجید میں ہے نہ حدیث صحیح میں۔ پھر اگر وہ سب گناہوں کو بخش دے تو اس کو خلاف وعید نہیں کہہ سکتے جب وعید یعنی وعدہ عذاب ہی کہیں قطعی طور سے نہیں پایا جاتا تو یہ صورت مغفرت مخالفت وعید کہنا ہی نا فہمی ہے

قال الامام مخیر الدین الرازی رحمہ اللہ اذا جاء الخلف في الوعيد بنقض الکلام لم یجوز الخلف في القصص والاخبار لغرض المصلحة ومعلوم ان فتح هذا الباب یقتضی الى الطعن فی القرآن وکل الشریعة انتہی بلفظ۔ وھکذا فی التفسیر والکبیر ترجمہ۔ امام مخیر الدین راوی رحمۃ اللہ علیہ ثنائی المذہب فرماتے ہیں کہ اگر وعدہ عذاب میں مخالفت ممکن اور جائز سمجھی جائے گی تو پھر قرآن مجید کے قصوں اور خبروں میں کذب ممکن اور جائز نہ سمجھنے کی کیا دلیل ہے۔ پھر امکان کذب اگر کلام باری تعالیٰ میں مانا جائے گا تو تمام شریعت اور قرآن پر مخالف گوینے اور وطن کرنے کی استعداد گنجائش بجا بیگی کہ ہرگز کی نسبت کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے اللہ جل شانہ نے کسی مصلحت سے یہ جھوٹ بولا ہو۔ اس واسطے کہ جوابات ممکن ہے اس کا وقوع میں نا محال اور محتج نہیں ہوتا۔ لہذا نظم الفرائد میں علامہ عبد الرحیم بن علی مشہود شیخ زادہ۔ عمدہ المہم نسفی اور شرح کبیر امام لقانی اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہم الرحمۃ سے تحریر فرماتے ہیں وذهب مشائخ النصفیۃ الی انہ یمتنع خلف الوعد کہ یمتنع تخلف الوعد کما فی العمدۃ للامام النسفی وشرح الکبیر للامام اللقاق وشرح القفطہ اکابر ملا علی القاری یعنی ہمارے مشائخ خفیہ فرماتے ہیں کہ وعدہ ثواب وعذاب دونوں کی مخالفت ذات خداوند کریم سے محتج بالذات ہے۔

اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا اور سوائے شرک کے جتنے وعدہ ہائے عذاب ہیں اس کی مشیت سے وابستہ ہیں چاہے اس عذاب کے ساتھ کسی کو معذب کرے چاہے کسی کو معذب نہ کرے سب کو بخش دے۔ حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ غنیۃ الطالبین ص ۲۵ میں فرماتے ہیں ونعتقلان المؤمن وان اذنب ذنوبا کثیرا من الکبائر والصغائر لا یکفر بھا وان خرج من الدنیا بغير قویۃ اقدامات علی التوحید والاخلاص بل یرد امرہ الی اللہ عز وجل ان شاء عقی عنہ کما دخل الجنة وان شاء عذبہ یعنی مومن کتنے ہی گناہ کرے اس کے متعلق کوئی وعدہ عذاب قطعی نہیں بلکہ ہر وعدہ متعلق بمشیت ہے۔ اگر چاہے عذاب دے اور چاہے معاف کر دے۔ البتہ بعض مشائخ اشعریہ شافعیہ فرماتے ہیں کہ وعدہ عذاب کی مخالفت کرنے اور عذاب نہ دینے اور بخش دینے کو کوئی کذب نہیں کہنا بلکہ خاص وعید یعنی عذاب کا وعدہ کر کے معاف کر دینے کو عرف میں بخشش و کریم کہتے ہیں جو صفات پسندیدہ سے بہت البتہ کچھ دینے کا وعدہ کر کے نہ دینا جس کو خلاف وعدہ کہتے ہیں یہ امر نا پسندیدہ ہے جس سے ذات جناب باری پاک ہے مگر پھر فرمودہ ربہ کے کسی نے نہیں کہا کہ خلاف وعید کذب اور جھوٹ ہے جس کو تمام آدمی صفات مذمومہ سمجھتے ہیں اور اس بری صفت کے ساتھ اللہ جل شانہ کو تمام اہل اسلام کے نزدیک بری صفتوں میں پاک ہے مستحکم کیلئے چنانچہ برہن قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیو صی ص ۱۰۱ فرماتے ہیں

مشید احمد صاحب لکھنؤ ص ۱۰۱ کے ص ۱۰۱ میں خلاف وعید کو کذب قرار دیکر امکان کذب باری تعالیٰ کو اپنا ہی مذہب نہیں بتایا۔ بلکہ قدما اور بزرگان قوم کو بھی اپنے ساتھ بلا دلیل ملا لیا اور صاف لکھ دیا کہ امکان کذب کا مسئلہ ثواب جدید کسی سے نہیں نکلا۔ بلکہ قدما میں اختلاف پورے کہ خلاف وعید جائز ہے یا ناجائز انتہی بلفظ بیان فرماتے ہیں کہ بیشک قدما میں اختلاف ہوا ہے بلکہ حنفیہ مائریہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ہر شاعرہ خلاف وعید کو ناجائز کہتے ہیں جیسا کہ ہم نظم الفرائد سے نقل کر چکے ہیں۔ اور بعض شافعیہ اشعریہ خلاف وعید کو کریم قرار دیکر جو صفت احسن ہے جائز رکھتے ہیں اگرچہ امام غزالی بن انبی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح بھی مانا کرتا تھا اور وجہ توجہ ان کا مذہب قرآن جل شانہ ہے۔ مگر خلاف وعید کو کذب قرار دیکر جو صفت مذمومہ خدا تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا غایت دور و دورا ہے۔

اب اہل انصاف میرے صادق حسن ناظم کے پستانات ناشائستہ کو ہماری تحقیقات سے ملکر
ملاحظہ فرمادیں کہ دیوبندیہ ذات پاک خداوند کریم پر لفظ کذب کو جائز رکھ کر خدائے کریم کو
بالقوة کا ذیبتہ ہیں اور اہل سنت بریلوی وغیرہ وہ کذب سے ذات پاک خداوند
کریم کو پاک بھی سمجھتے ہیں اور تمام گنہگاروں کے گناہوں کا بخشنے والا کریم بھی سمجھتے ہیں
اللہ دیوبندیہ نے اپنی بعض کتابوں میں ایک دھوکا مسلمانوں کو اور دیا ہے۔ اور وہ
یہ ہے کہ معتزلہ بندوں کی کلام کے ساتھ خدا کو بدین معنی مشکوک مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بندوں
کی زبان پر کلام کا پیدا کرنے والا ہے۔ لہذا کلام انسان خدا ہی کا کلام ہے اور اس کلام میں
امکان کذب کیا و فوج کذب موجود ہے ورنہ دنیا میں جو نام کوئی کلام نہوتا۔ البتہ اہل سنت
کا یہ مذہب ہے کہ کلام بمعنی خلقی کلام معتزلہ کے مطابق کہا جائے تو بلا شیعہ اللہ جل شانہ
تمام بندوں کے کلام میں صفت جہوت پیدا کرنے پر قادر ہے اور پیدا کرتا ہے۔ مگر مغربوں
کی زبان پر جہوت نہ کہی پیدا کیا نہ پیدا کرتا ہے۔ اور معتزلہ کی کہتے ہیں کہ بندوں کی زبان پر
بھی خدا جہوت نہیں پیدا کر سکتا بے کام بندہ خود پیدا کرتا ہے۔ لہذا بدین معنی امکان
کذب یعنی خلق کذب خدا سے ممنوع اور محال ہے اور اہل سنت کہتے ہیں جائز ہے اس
مقام کی عبارتیں دیکھا کہ مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ خدا کے اس کلام میں جو اسکی
ذات کے ساتھ قائم ہے اور کلام اللہ میں امکان کذب ہے (نعوذ باللہ منہا)

علمائے اہل سنت و دیوبندیہ کے بعض اختلافی مسائل

مسئلہ اول شریف: ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اسکی نہیں
ہو سکتی۔ الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام
و فسق اور تیسری صورت میں کفر و شرک۔ چوتھی صورت میں اتباع ہو اکیہ و ہوتا ہے
پس کسی وجہ سے مشروع و جائز نہیں (برائین قاطعہ ص ۱۸) قیام مشابہ فعل ہنود کے بھی
ہے کہ وقت و لاوت کنہیا کے ہنود بھی و لاوت فرضی کر کے ایسی تعظیم کرتے ہیں (دراثر قاطعہ
مصنف مولوی خلیل احمد انبیوی ص ۲۲)

انبیاء علیہم السلام پر سے بھائی ہیں۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو عزیز و
محبوب و بھائی ہے سوا اسکی جسے بھائی کی سی تعظیم کی جائے (دراثر قاطعہ ص ۱۸) خدا تعالیٰ کو کشتہ

باز دوم (شمارہ)۔ پس اگر کسی نے بوجہ نبی آدم ہونیکے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا
وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔ برائین قاطعہ ص ۱۸ اولیاء انبیاء امام۔ امام زادے پیرو
شہیدین جنتی اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے
بھائی۔ (دراثر قاطعہ ص ۱۸)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان کم بتانا اور بچوں پر کلموں
اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ دینا۔

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی مگر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص
قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے (برائین قاطعہ ص ۱۸)
اور ملک الموت سے افضل ہونیکے وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم ایک ان امور میں ملک الموت
کے برابر بھی ہو چکا ہو زیادہ (برائین قاطعہ ص ۱۸) پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب
کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے
یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ راہ میں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو
زید و عمر بلکہ ہر سب و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے (دراثر قاطعہ ص ۱۸)

نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال لیجانا ہے
کہ ہر اور پیل کے خیال میں وہ جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔

وصف ہمت بسوسے شیخ و امثال آرازمظہین گو کہ جناب رسالت آج باشند چند ہر تہ بدتر
از استفراق در صورت لائت و خرد و است (صراط مستقیم ص ۱۸) مطیع مجتہدانی و ولی مستند (ص ۱۸)
و دعوی رسالت۔ مولوی باشر نسفی تھانوی کے ایک مرید نے اپنی خواب اور یہ داری کا واقعہ
ان لفظوں میں لکھا ہے: ”کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف کا اللہ اکبر محمد
و رسول اللہ پر عرضا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ ایک نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے
انداز خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس
خیال سے دو بار کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے

کا مصداق بھی زمانہ ہے اور ایسے ہی مولانا اس امر کی جرات کر سکتے ہیں کہ مرتد کو کفر سے توبہ نہ کرنے دیں اور کفر کو اسلام بنا کر کسی غریب بے علم مولانا کو دوستی کے جامہ میں ظہور کر کے دائم الحبس جیل خانہ کفر بنا دیں چنانچہ ص ۲۷ قول سطر ۲۷ کالم چہارم میں مولانا کو کفر لکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ اشعار از میندار ۱۹۰۳ء و ۱۹۰۴ء اگر سارے قصیدہ سے الگ کر کے پڑھے جاویں تو واقعی اوسط طرح خلاف شرع ہیں جیسے ابو النجم کا قصیدہ خلاف شرع ہے کیوں صاحب کہا شعر علیٰ یعنی یہ سچ ہے اوسپہ خدا کا نہیں چلا قابوہ مگر ہم اوس بیت کافر کو رام کر لینے کے یہ معنی نہ ہوتی کہ خدا کا تو نصاریٰ پر قابو چلا بلکہ خالق اکبر تو اونکی مسخر کرنے سے عاجز ہو گیا۔ لیکن ہم اونکو فرماں بردار بنالیں گے ذرا انصاف کر کے مولانا ہی فرمادیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں غلام رسول اللہ ہوں میں خدا سے فتح اسلام کی عاہلی کرتار ہوں گا میں خدا کو نعوذ باللہ عاجز بھی سمجھتا ہوں اور جو خدا نکر سکاوہ ہم غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر لیں گے کیا یہ شخص کسی مسلمان کے نزدیک مسلمان سمجھا جاوے گا یا بالاتفاق مرتد اور اگر بموجب اس روایت کے کہ منافق سے توجیہ کیسی کلام میں کفر کی ہوں اور ایک توجیہ اسلام کی تو اوسکو مسلمان ہی کہا جاوے گا خدا مولانا ہی بتلاویں کہ مصرع یہ سچ ہے اوسپہ خدا کا نہیں چلا قابوہ اس کلام کی کتنی تشریحیں کفر کی ہیں اور کون سے تشریح اسلام کی یا ایکے نزدیک دوسرے اشعار ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ اسی مصرع کے تشریحات ہیں مگر شاید کوئی ہٹ دھرم بھی کا اندھا ہی اُسکو تسلیم کرے اہل علم کے نزدیک تو کوئی سرری دیوانہ بھی تسلیم نہیں کر سکتا البتہ اگر یوں کہا جاوے کہ اشعار نمبر ۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ قول اسلام آمین ہیں اور یہ مصرع کفر صریح تو اب اس آیت کریمہ کے معنی بتلاویں جو سورۃ نجات میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا يَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن سَبَّحْتَ أَهْلَ الْكَم

وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ یعنی اے ایمان والو مت بلند کرو تم آوازیں اپنی نبی کی آواز پر اور مت پکارو تم اونکو جیسے آپس میں نام لیکر بعض تمہارا بعض کو پکارا کرتے سب نیک اعمال تمہارے ضبط اور زیادہ ہو جاویں گے اور تم کو اوسکا شعوب بھی ہوگا کیوں مولانا ہی فقط آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آواز بلند ہونکی جرم میں صحابہ کرام کو تمام اعمال حسنہ کے پر باد ہو جا چکا وعید سنایا جاوے کہ جو بغیر کفر کے نہیں ہوتا اور آپ کفر صریح کو دیگر اقوال حسنہ نمبر ۹-۱۰ وغیرہ کے ساتھ صاف کالعدم کر کے مخالفت آیت کریمہ کا بیڑا اونٹا دیں اور اس دھوکے سے غریب زمیندار کو دائم الحبس جیل خانہ کفر بنا دیں یہ آپ ہی کا قصہ ہے مصرعہ اس کا از تو آید و مردان چنین کنندہ غانیا بھی وجہ ہے کہ آپ نے ناحق ہونے قتل مرزائی پر دار الاسلام کابل میں صفحہ کے صفحہ اخبار اہل بیت کے کالے کر ڈالے اسی بنا پر کہ وہ نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں قرآن وحدیث کے بھی براہ نام قائل ہیں تہجد اور درود و وظائف بھی پڑھتے ہیں پرتنے اعمال حسنہ کا قرینہ ہوتے ہوئے ایک دعویٰ نبوت پر جو کفر صریح ہے اونکو کیوں کر کافر و مرتد کہا جاوے اس واسطے کہ اول تو آپ کے اس قاعدہ کے موافق آپ کے نزدیک وہ مرتد ہی نہ ہوتے اور اگر آپ اونکو مرتد مانتے ہیں تو کیوں پھر تہ کے قتل کو ناحق کہتے کہ کیا معنی قتل مرتد تو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ صفحہ ۶۴ جلد دوم بحاری مطبوعہ مطبع احمدی میں ہے حکم ابن ابی بکر قال ینبذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اباموسیٰ ومعاذ بن جبل وحذی عنہما الی الیہن قال ولیمث کلوا حد منہ اعلیٰ بخلاف قال والیہن مثلاً فان فجاء (معاذ بن جبل) یسیر علی بقلعۃ حتی انتہی الیہ (ای ابی موسیٰ) (حد اللہ بن قیس) فاذا هو باللس وقد اجتمع الیہ الناس واذا رجل عندہ قد جہت یدہ الی عنقہ فقال لہ معاذ یا عبد اللہ بن قیس ایتکم هذا قال هذا رجل کفر بعد اسلامہ قال لا انزل حتی یقتل قال انما جیئنی بہ لذلک قال انزل حتی یقتل قال فامر بہ فقتل ثم نزل اور اوسے منکر بھی دیکھو دوسری سرحد میں نیزار معاذ اباموسیٰ قائل اور جبلی

موتوق فقال ما هذا فقال (ابو موسیٰ) یهودی اسلم بشمار تند فقال معاذ
لا تفرین عنقریب تنوحد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری اور عتاق بن حیل رضی اللہ عنہما کو من کی
طرف بھیجا اور من کے دو ضلع ہیں علیہ علیہ دونوں کو ہر ضلع پر مقرر فرمایا اپنے
ضلع سے اپنی چھر پر سوار ہو کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب حضرت ابو موسیٰ
عبداللہ بن قیس سے ملے اپنے آنے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ تشریف
فرمائی اور اونے گرد لوگ جمع ہیں اور ایک شخص کی مشکیں بندھی ہوئی ہیں حضرت
معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے فرمایا یہ مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا ہے
حضرت معاذ نے فرمایا جتنا کہ یہ قتل کیا جاوے میں نہ اوترنگا حضرت ابو موسیٰ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے واسطے یہ لایا گیا ہے آپ حجر سے اتریں فرمایا جب تک
یہ قتل نہ ہوئے میں نہ اتر ونگا پس حکم قتل دیا گیا جب وہ قتل کر دیا گیا آپ حجر سے
اوترے اور دوسری سند سے دوسری حدیث میں ہے کہ وہ ایک یہودی تھا
یہو مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور اسکی علاوہ علاوہ ایچا امت قتل مرتد کے
متعلق بہت حدیثیں ہیں مگر اس مختصر میں زیادہ کچھ لکھنا نہیں اس طرح زمیندار کو
ایک محصرہ کفر پر یہ باد و موج و مہلے دیگر اشعار مدحیہ کے کیونکر مرتد کہا جاوے
کہیں آپ وہی مولانا شمس بنیاد شریعت توبہ ہیں جنکا کفر علماء افاضان فرماتے
خصوصاً امام فرقہ اہلحدیث نے اپنے رسالہ اربعین میں آپ ہی کی کتابوں سے
پہلیس وجہ سے ثابت کیا ہے کہیں یہ تمام کوششیں یہود کفر میں نہ رہیں اپنے
کفر اور باغیگہ زنیہ پر انہیں غریب پر قدرت کا ارا حسان سے اس واسطے کہ
بظاہر یہ دیکھی نہ جائے ہتے ہیں بلکہ دینی میں تو بدعت اور اوقات میں خصوصاً پر ہتے
ہیں یہی ہے کہ آپ نے فتویٰ مذکور رسالہ ماہوار افادہ تو اب اس تحصیل خسان
اکیڑا دمی سے ظاہر ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ کثر قال اللہ اور قال رسول اللہ
یہی فرقہ فرماتے ہیں یہ ان احوال حسد کے مظاہر ہیں چالیس وجہ ذکر کیا ہے
کہ کفریہ کفر مذکور مرزا فی انور حق بجانب ہونے قتل مرتد الیہ و نیز آپ کے
پہلے کفریہ کفر مذکور مرزا فی انور حق بجانب ہونے قتل مرتد الیہ و نیز آپ کے

آپکی اس تاویل پر کیونکر راضی ہو سکتا ہے مگر اپنے مطلب کے لئے ممکن ہے کہ جیسے
ابتداء اخبار سے اب تک سیکڑوں پٹے کہائے اور ہزاروں بوقلمونے رنگ دکھائے
پلٹا کھا جاوے اور علاوہ کفر مصرعہ مذکورہ آپکی اور مرزا نے کے کفر میں شریک حال
ہو جاوے اور سب ملکر اکیس جیانا نہ کفر میں دائم الحبس رہیں مگر اور دوسرے
مسلمانان سلف کو تو اپنے ساتھ نہ کیسے بھلا اس شعر میں شعر شخصی مسجد
و گفته خدا و است لعنت بران کس است کہ گفته خدا یکیت لفظ گفته
صراحت بتلار ما ہے کہ کہی ہوئے کلام سابق یعنی خدا و است پر لعنت ہے
نہ کہ کلام آئندہ خدا یکیت پر مگر آپکا تو مطلب یہ ہے کہ اپنے کفر میں دنیا کے
مسلمانوں کو شریک کر لوں انا للہ وانا الیہ راجعون ابو حیل اسی آرزو میں
مر گیا مگر سب کو اپنا جیسا نہ کر سکا نہ بنا سکا بلکہ اس کے سونہ سے بھی کبھی کبھی کلمہ
حق یعنی ان لا حولہ و لا قوۃ الا باللہ نکل می جاتا تھا ایسے ہی آپکی قلم اور موند سے بھی
کلمہ حق نکل می گیا اور مدت سے جو اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنے والوں یا شیخ
عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ پڑھنے والوں کو کافر و شرک کہہ رہے تھے یہ ثابت کر دیا
کہ یہ ہمارا کہنا فقط بوجہ تقلید نجدیان بیدین اور بوجہ فرضیت تقلید کتاب
تقویۃ الایمان اسماعیل دحلوی اور نیز بوجہ شوق مشرک اور کافر بنائے صوفیاء
گرام و جلد اہل اسلام مقلدین ائمہ مجتہدین اور سواد اعظم مسلمین کے ہے ورنہ اگر
اولیاء اللہ کو مظہر عون الہی سمجھ کر عازا اونے مدد طلب کیا تو بلاشبہ مشرک ہے
نہ کفر بلکہ اگر کوئی زمانہ کو یا فصل ربیع یا مینہ وغیرہ کو بھی فاعل مجازی سمجھ کر قیام
افعال کی نسبت خیر اللہ کی طرف کر دے ہرگز شرک نہیں چنانچہ صفحہ اول اور آخر
کالم اول مذکورہ پر چر نہ میندار اور پرچہ الہدیث میں آپکا یہ مضمون بحایت کفر میندار
مستور ہے فقہائے فرمایا ہے جہاں کسی کلام کی توجیہات متعدد ہوں جن میں
سے ایک بھی توجیہ اسلام کی ہو تو اوسے اسلامی توجیہ پر فتویٰ دینا چاہئے
کفر نہیں اس اصول کے علاوہ کلام قہی کا ایک اور بھی اصول ہے جو عموماً علم
بیان میں مذکور ہوتا ہے میں اسکو اہل علم خاصکے فارغ التحصیل علماء نہ کہ صرف
محدث اور اسھی مولانا کے سامنے پیش کر کے اون کی توجہ اس فتویٰ کفر پر

دلالتا ہوں وہ اصول یہ ہے جو مطول وغیرہ میں مذکور ہے کہ کسی فعل الہی کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنیکی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی دوسری مجازی حقیقی نسبت تو یہ ہے کہ قائل اوس غیر اللہ کو اصل فاعل سمجھو ایسا سمجھنے والا دھریہ ہوگا مجازی یہ ہے کہ اوس کو اصل فاعل سمجھائے اصل فاعل تو خدا کو جانے مگر غیر اللہ کی طرف بطریق سبب وغیرہ نسبت کرے صورت اول میں اوس پر فتویٰ کفر لگے گا صورت ثانیہ میں نہیں اسکی مثال علماء معانی ہی دیا کرتے ہیں انبت الربیع البقل یعنی موسم ربیع نے سبزی کو اوگا دیا قوان مجید میں بھی اس مجازی کی مثال ملتی ہے ملاحظہ ہو **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ أَعِزَّيْنِ** سے کہ اوگالی ہے زمین اپنی ساگوں اور نگرشی اپنی سے چونکہ (انبت) یعنی اوگانا افعال قدرت میں ہے اس لئے علماء بیان کہتے ہیں کہ اس قول کا قائل اگر اس فعل کو حقیقتہ ربیع کی طرف نسبت کرتا ہے تو کافر ہے اور اگر مجازی طور پر کرتا ہے یعنی فاعل خدا کو جانتا ہے اور ربیع کی طرف نسبت مجازی کرتا ہے تو مومن ہے حالانکہ قول ایک ہی ہے اتنی بلفظ مولنا اس تقدیر پر آیت کریمہ **عَنْتِ الْأَرْضُ** میں تو اللہ جل شانہ پر ہی آپکا یہ فتویٰ جاری ہو گیا کہ مراد متکلم جو آیت میں اللہ ہے اگر نسبت حقیقی ہے تو متکلم کافر ہے اور اگر نسبت مجازی ہے تو مومن اسبواسطہ علماء بیان نے بلا آپکی اگر نگرے بیان اقسام مجاز میں فقط اتنا تحریر فرمایا ہے کہ **عَنْتِ الْأَرْضُ** نے یوژنا کر دیا ربیع نے یا مینہ نے گھانس اوگالی علی ہذا فلان بزرگ نے بیٹا دیا جو افعال مخصوص قدرت ایترومی ہیں سب میں فاعل حقیقی خالق اکبر مراد ہوتا ہے اور مجاز غیر اللہ کو فاعل قرار دیکر غیر اللہ کی طرف افعال خالق حقیقی کو نسبت کرنا کلام مخلوق اور نیز کلام اللہ میں شائع و ذائع ہے دن رات ہم بولتے ہیں پانی نے پیاس بجھا دی کہانے نے پیٹ پر دیا مختصر معانی میں تو ایک مثال یہ بھی لکھی ہے طیب نے شفا بخشدی مگر سب مسلمانوں کا حقیقتہ ہی عقیدہ ہوتا ہے کہ حقیقتہ پیاس بجھانے والا پیٹ بہرنے والا شفا بخشنیوالا اللہ ہی ہے اسبطرح بولتے ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی مثیلاً اللہ مدکن یا معین الدین چشتی یا علی مدد اور سبکی مراد اسکلام سے یہی ہوتی ہے مگر چونکہ یہ سبب واسطہ امداد

الہی ہیں اسبواسطہ مجازاً نسبت افعال اولیاء اللہ کی طرف کیجاتی ہے چنانچہ ایک تفسیر میں مولنا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ جنکی سند کے ساتھ علم حشہ میں مقلدین غیر مقلدین سببی کو فخر حاصل ہے اور آپ نے بھی اگر حدیث کسی استاد علم حدیث سے پڑھی ہوگی گو طریق مولنا علیہ الرحمۃ چوڑو یا مگر دو چار واسطہ سے ضرور دعویٰ شاگردی مولنا رحمہ اللہ رکھتے ہونگے اور ہمارے مولوی صاحب خطیب مسجد وزیر خان مولوی دیدار علی شاہ صاحب بھی بواسطہ مولنا شاہ فضل الرحمن قدس سرہ گنج مراد آبادی ایک واسطہ سے اونکے شاگرد ہیں اور انہیں کے طریقہ پر قائم گو بواسطہ مولنا احمد علی صاحب مرحوم دو واسطہ رکھتے ہیں صفحہ اپنی تفسیر عزیزی جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں اسجگہ اتنا سمجھنا چاہیے کہ غیر اللہ سے اس طرح مد طلب کرنا کہ اوس غیر پر (خواہ وہ نبی ہو یا ولی) اعتماد کلی ہو اور اوسکو مظہر عون الہی نہ سمجھے حرام ہے اور اگر اوسکو مظہر عون الہی سمجھ کر اسطرح اوس سے مد طلب کرے کہ اللہ کی مدد کے واسطہ سے ہوتی ہے اور یہ سبب میں مدد الہی کے (جیسے پانی سبب ہے پیاس بجھانے کا اور فصل ربیع سبب ہے گھانس اوگانیکسی) اور جیسے فعل سبب حقیقی یعنی پیاس بجھانی اور گھانس اوگانیکو سبب یعنی ربیع اور پانی کی طرف نسبت کرتے ہیں ایسے ہی مجاز حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدد سمجھ کر یا علی مدد وغیرہ پکارتے ہیں اس آیکے قاعدہ سے گو آپ کو اور زمیندار کو بجز دائم الحبسی جبل کفر کچھ فائدہ نہلا مگر یہ امید قوی ہو گئی تھی کہ دنیا بہر کے مسلمان جو شیئ اللہ کا وظیفہ پڑھتے ہیں یا یا علی مدد مجازاً کہتے ہیں بجا اللہ تعالیٰ آپکے بجز تشریک سے بچ گئی مگر یہ صحت آپکے پرچہ الہی حدیث میں دیکھا کہ آپ حسب عادت قدیم تمام مسلمانان دنیا اولیاء اللہ سے مجازاً مدد مانگنے والوں کو مونہ بہر مشرک کہہ رہے ہیں بیشک دروغ گورا حافظہ بناشد اسکام کا نام ہے معلوم ہوتا ہے کہ فقط زمیندار کی خوشامد اور اپنی کفر قدیم کی اوٹھانے کی غرض سے اس قاعدہ مسلمہ جمہور کو تسلیم کیا تھا نہ مطلقاً تمام اہل اسلام کو کفر و کفریہ سے بچانیکو شاید غیر مقلدین کو لامذہب اسبواسطہ کہتے ہیں مگر یہ تو فرمائیے خدا کی طرف قابو پانے اور عاجز رہ جانے کی نسبت مصرعہ (یہ سچ ہے اوسپہ خدا کا نہیں چلا قابو میں

نسبت حقیقی ہے یا مجازی اور خدا کو عاجز سمجھنا آپ کے نزدیک حقیقتہً جائز ہے یا
مجازاً یا دونوں طرح غالباً آپ بھی اور تمام مسلمان بھی کہیں گے کہ کسی طرح بھی جائز
نہیں بلکہ ہر طرح کفر ہے تو پھر اس اصول کو کیا فائدہ دیا غائب ہو گا تو زمینہ کو ہم یوں کہیں گے اور
آپ کے اصول قدیم کی موافق مثل یا علی مدد اور شیعہ اللہ کے کفر و شرک تھے اس واسطے
کہ زمیندار سارے قصیدہ میں تمام افعال عادیہ وغیرہ عادیہ کی نسبت اپنی اور اپنی
حاجت لیدران کی طرف کر رہا ہے وہ کفر و شرک آپ کے اس اصول مسلمہ سے بلا
شبہ دیگر اشعار خصوصاً شعر دعائیہ سے اوشہ کیا اور اسکے ساتھ ہی شیعہ اللہ
اور یا علی مدد سے بھی بقرینہ اسلام قائلین اور ماننے سب مسلمانوں کی موثر حقیقی
ہر کام میں خدا کو نسبت شرک و کفر اوشہ گئی اور ظاہر ہو گیا کہ بموجب اس اصل
مسلمہ مذکورہ مطول و مختصر معانی کی جو آپ کے نزدیک اور آپ کے جملہ اہل علم کے نزدیک
بھی مسلم ہے آپ کا یا علی مدد اور شیعہ اللہ اور استدوا و لیا اللہ کو شرک محض
کہنا بغرض خوش کرنے اپنے معتقدین غیر مقلدین کے ہے کہ کبھی عوام کا الانعام
بگڑ جاویں اور روٹیوں میں فرق آجاوے اور اگر آپ نے سالک سالک مہالک
کی تاویل کی تا ئید میں اس اصل مسلمہ اہل بیان کو بڑے فخر کے ساتھ لکھا ہے تو
ذرا مہربانی کر کے یہ بتلا دیں کہ جملہ خبریہ مصرعہ یہ سچ ہے اوشہ خدا کا نہیں چلا
قاپو کو جملہ استفہامیہ بلا قرینہ لفظی یا قرینہ خارجہ مشہور ہیں الا فاق مان
لینا کسی نے لکھا ہے اور یہ مان لینا اقسام مجاز سے کون سے قسم ہے مگر اس کا جواب
کتب معانی و بیان سے تو قیامت نہیں دے سکتے پھر یہ تنقیح لکھ کر اپنے ساتھ
بہولی بہالے زمیندار کو کیوں اپنے دائم الحیس کفر بنا دیا اور امید تھی کہ وہ
اپنی توبہ شائع کر دیتا مگر اپنے اور آپ کے ہم جنسوں نے دوستی کے پیرایہ میں اوس
غریب بیکس کو مفت غار ہلاکت میں ڈال دیا مولانا اگر جملہ خبریہ کو استفہامیہ
مان لینا مان لیا جاوے تو قیامت تک کبھی کسی مجرم پر کوئی جرم ثابت ہی نہیں
ہو سکتا ایک شخص کہتا ہے میں تیرے باپ کو ضرور قتل کر دوں گا جب بغرض
چمکے بلایا گیا اگر وہ کہے میں نے استفہاماً اور طنزاً کہا تھا کہ کیا میں تیرے باپ کو
قتل کر دوں گا کیا یہ عذر اوس کا اسموع ہو سکتا ہے اور تمام قرآن عجیب کے

اخبار اور احکام کی نسبت ہر بیدین کہہ سکتا ہے کہ اخبار اور احکام قرآنی
استفہامات ہیں لہذا واجب العمل نہیں نعوذ باللہ مثلاً اللہ فرماتا ہے کہ جو
اور شراب بخس ہیں ایک بیدین کہہ سکتا ہے کہ چونکہ پہلے سے یہ دونوں چیز جائز
تھے لہذا اس قرینہ سے ظاہر ہے کہ اللہ طنزاً اور استفہاماً فرماتا ہے کہ کیا
جوا اور شراب بخس ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون علی ہذا وہ آپ کا وعدہ اول
جسکو اپنے اون فقہاء کی طرف منسوب کر کے جو مقلد تھے اور اون کے پیرو دونوں کو
آپ بدعتی اور مشرک کہتے رہتے ہیں وہ صفحہ ۳۱۶ جلد سوم درمختار میں اس طرح
مستور ہے واعلم اند لا یفتی بکفر و مسلم امكن حل کلام علی محل حسن او کان
فی کفر و خلاف یعنی جس مسلمان کے کلام کی کسی اچھی معنی کے ساتھ تاویل ممکن ہو
اور جس مسلمان کے کلام کفریہ کی کفریہ معنی میں اختلاف ہو اوشہ کفر کا فتویٰ نہ دیا جاوے
اور اکثر و بابہ اسی عبارت کے ساتھ تسک کر کے عوام کو دھوکہ دیا کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ اگر کسی کے کلام میں منافوی وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو وجہ
اسلام کو غالب رکھ کر اوس کے قائل کو کافر کہنا جاوے اور ایسا ہی بعض کتب فقہ میں
لکھا بھی ہے مگر علامہ شامی رحمہ اللہ اس کی شرح میں اور نیز دیگر فقہاء اس طرح تحریر
فرماتے ہیں ظاہر اند لا یفتی بد من حیث استحقاقہ للقتل ولا من حیث الحكم
ببینونہ ذوجتہ یعنی اس عبارت کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ بحیثیت قتل و سکو کافر
نکھا جاوے اور اوس کو ایک وجہ اسلام سے قتل سے بچالیا جاوے اس واسطے کہ حدود
قتل وغیرہ ادنیٰ شبہ سے ساقط ہو جاتے ہیں نہ یہ کہ بموجب کفر اوس کی بیوی پر اوس کے
نکاح سے خارج ہو جائے نہ کا یہی حکم نہ دیا جاوے انتہی لہذا اوس کلام کفر سے توبہ کر کے
اگر اوس کی بیوی اوس سے راضی ہو از سر نو اوس سے نکاح کر لے ورنہ اوس کی اختیار
جس سے چاہے نکاح کرے فقط لہذا اگر آپ اب مقلد بن گئی ہیں تو آپ کو لازم تھا کہ اگر سلطنت
اسلامی ہوتی اور حدود قصاص جاری ہوتے تو ہم تم دونوں ملکر زمیندار کو قتل سے بچالیتے اور
توبہ شائع کر کے از سر نو تجدید نکاح کرا دیتے۔ کیا یہی سچی دوستی
تھا کہ مجمل عبارت سے اوس غریب بی علم کو دائم الحیس حیاتی نہ کفر بنا کر مثلاً بلا ہار
چند در چند کر دیا اسلامی دوستی اس کا نام ہے کہ ہمارے جتنک وہ کفر سے نجات نہ پاوے گا

ہم بے چین ہیں اور ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ اللہ اوسکو اور آپ جیسے اوسکے دشمنان دوست نما کو جلد رھائی عطا فرماوے اور ہم غریب مسلمانوں کا ہم توا اور ہم پیالہ ہم نوالہ بناوے الہی ہمارے اون اسلام سے بے گانوں کو جو سواد اعظم مقلدین سے نکل کر حدیث من شد شد فی النار کے مصداق بن گئے ہیں اونکو توفیق توبہ عطا فرما اور جیسا نہ کفر و بدعت اور محبت نجدیہ سے نجات دے تاکہ ہمارے ساتھ ملکر وہ بھی خدمت دین اسلام کریں اور ان فرقہ بندی و فرقہ بندی سے تمام مسلمانوں کو اپنی حفظ و امن میں رکھ آمیں *

مسلمانو محرم کی حرمت برقرار رکھو اور اس ماہ مبارک میں از تکاب بدعات کرو

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ اور اسکی پہلی تاریخ اسلامی نوروز ہے یوں تو سارا مہینہ ہی بڑی خیر و برکت کا ہے مگر اس کا دسواں دن (عاشورہ) قدیم سے متبرک ہے کیونکہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام نے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی دن حضرت عیسیٰ اللہ اور حضرت یونس کے شہر والوں کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن حضرت علی علیہ السلام اور ان کی قوم کو فدا لئے پاک نے بفرق فرعونیان عزت و آزادی بخشی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کے بعد جو دی بھاڑ پر اسی روز سلامت تھری۔ اسی دن اللہ تبارک و تعالیٰ نے شہداء کربلا کو درجہ شہادت عطا فرما کر اور صبر و استقامت کے صلے میں جنت کی نعمتوں سے ہمیشہ کے لئے خوش و خور سند فرمایا ہے

حسینؑ زندہ ہیں جنت میں چین کرتے ہیں حسد ہے ان سے جنہیں شوم دشین کرتے ہیں
خوشی سے انکی جو خوش ہیں غم سے ہیں زیادہ جو اس سے جلتے ہیں دن رات بین کرتے ہیں
پس ایسے متبرک مہینے میں جہاں ہر قسم کی بدعتوں سے الگ رہنا چاہئے۔

تعزیر۔ ہندیاں۔ اور علم نکالنا۔ انکے اگے ڈھول تالشے بجانا یا ماتم کرنا۔ ان پر منتیں ماننا اور چڑھاوے چڑھا کر حرام ہے۔ حضور علیہ السلام نے ماتم اور توحہ کرنے والے اور اس کی طرف کان لگانے والے پر لعنت کی ہے۔ مرتبوں میں جو بی روایتیں بیان کرنا اور محرم میں قصد ازینت ترک کرنا یا کسی خاص لباس یا رنگ سے اظہار غم کرنا بھی حرام ہے۔ اس مہینے میں بیابہ شادی یا کسی اور خوشی کے کام سے ارادہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ بچوں کو امام حسین کا فقیر بنانا گلے میں قلادہ باندھنا۔ ان سے بھیک منگوانا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اس سے اسکی عمر بڑھے گی بالکل خلاف شریعت حرکت ہے۔ خاندان امامت کی صابری بیویوں کے نام لے لے کر ان کی طرف بے صبری اور بدین و بیگا کے غلط قصے منسوب کرنا نہایت نازیبا فعل ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سبب شتم کرنے والے دشمنوں کی مجلسوں میں جانا۔ اور ان کی بدعتوں کو رد و تہق دینا۔ ان کے ماتمی جلوس کے راستوں میں سبیلیں لگا کر اور ان کی آب شربت سے تواضع کرنا ہرگز جائز نہیں عورتوں کو باہر نکلنے اور ماتم سراؤں میں پھرنے سے نہ روکنا بڑی خرابی اور بے غیرتی کا فعل ہے

محرم میں کیا کرنا چاہئے۔ مسلمانوں کو اس ماہ مبارک میں تمام باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے جو اوپر مذکور ہوئیں۔ اس متبرک اور مقدس مہینے کی نوئیں اور دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص عاشورہ کے دن بال بچوں پر رزق کو وسعت دے گا یعنی اچھی طرح کھلائے پلائے گا اللہ تعالیٰ تمام سال اسکے رزق میں وسعت برکت عطا فرمائے گا اگر آدمی اتنا غنی ہو کہ وہ دوسروں کی بھی مدد کر سکے تو اس روز اپنے غریب بھائیوں اور محتاجوں کو بھی با فراغت کھلانے پلانے میں بڑا ثواب ہے۔ بہتر یہ کہ شہداء کربلا کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے ان غریب طالب علموں کی مدد کی جائے جو علوم دینیہ کی تحصیل میں مسجد و زیرغاں وغیرہ مشغول ہیں۔ شہرت اور دکھانے کیلئے خرچ کرنا نہ کچھ فائدہ رکھتا ہے نہ اس سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک خوش ہو سکتی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ مسجد وزیر خان میں حزب الاحناف کے زیر انتظام مدرسہ تفتیانہ قائم ہے
 آجکل اُتھارہ طالب علم تعلیم پا رہے ہیں۔ گیارہ دورہ حدیث میں شریک ہیں اور
 سات فقہ - اصول - معقول - حکمت - وغیرہ کی حصول میں مصروف ہیں۔
 حنفی مسلمانوں کو اس مدرسہ کی طرف خاص توجہ کرنا چاہیے۔ طالب علموں
 کے طعام و قیام وغیرہ کا انتظام انجمن کے ذمہ ہے۔ ہمیں اللہ کی ذات سے
 امید ہے کہ اس مدرسہ حنفیہ کی طرف جو خالص حنفیوں کا مدرسہ ہے نہ کہ مثل
 دوسرے مدرسوں کی کہ جہاں کے مدرسین حنفی چشتی قادری اپنے کو مشہور
 کرتے ہیں مگر ان کا اثر طلبہ اور شاگردوں پر ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں مخالفت احناف
 اہلسنت میں مشغول ہو جاتے ہیں دیکھو جیسا پودا لگاؤ گے ویسا پھل کھاؤ گے شعر
 گندم از گندم بر وید جو ز جوہ از مکافات عمل غافل مشوم سلم شریف میں ہے قال
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سنۃ حسنۃ فدا جرمہا واجرم من عمل بہا من
 غیرہا ینقص من اجورہم ثنی ومن سنۃ سیئۃ فلدۃ ذرہا وذرہا من
 عمل بہا من غیرہا ینقص من اجورہم شیء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں جس نے نیک طریقہ کی بنیاد ڈالی اور اس کو اپنی نیکی کا ثواب تولیے ہی گا
 مگر جتنے آدمیوں کو اس کی وجہ سے ہدایت ہوگی اور اس نیک کام میں شریک
 ہونگے سب کے برابر کریم کار ساز اپنے کرم سے اس بانی خیر کو ثواب دیگا علی ہذا
 جو بانی کی بنیاد ڈالے اور اس کی وجہ سے بد عقیدہ مولوی پیدا ہوں۔ ذرا غور کیجئے
 اگر آپ کی امداد سے ایک طالب علم عالم ربانی خوش حنفی خالص صوفی مشرب پیدا
 ہو گیا جس قدر اس سے دوسرے عالم پیدا ہوں گے اور ان طالب علموں سے اور
 عالم اور جس قدر اس سے عالم میں ہدایت پھیلیگی کیا اس طالب علم کے معاون کو
 روٹی کپڑے کتاب وغیرہ سے اس کو ثواب سے حصہ کامل ملیگا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَاللَّهُ يَهْدِي السَّبِيلَ السَّادِدَ

مسٹر ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار کے کلمات کفر پر علمائے اسلام نے تحریر یا تقریر جو کچھ فرمایا
 وہ مذہب ناظرین کیا جا چکا ہے۔ ظفر علی خان کے الفاظ کفریہ کی اس کے نوکر عبدالحمید سالک اور دیگر حضرات
 مولوی شمس الدین صاحب امرتسری غیر متقلد وغیرہ ذریات زمیندار کی طرف سے بعض ریکٹ اور دوراں
 تاویلیں بھی ہیں جن سے امرتسری صاحب کی عقیدہ علمی سمت کو بھینکنے کی کوشش کی ہے مگر جو
 تاویل انہوں نے ظفر علی خان کے الفاظ کو جائز قرار دینے کے متعلق اختیار کی ہے اس سے اس کے
 اپنے کارخانہ شکر کی بدعت کی بنیاد اکھڑ گئی ہے اور اب وہ کسی حنفی یا بدعت متقلد (یا رسول اللہ
 یا شیخ عبدالقدور جلیل الشیخ) کا وظیفہ پڑھنے والے۔ مغابر بزرگان دین پر جانیاں لے یا
 بزرگان دین کی خدمات میں دعا کے لئے حاضر ہونے والے مسلمانوں کو بھونچو قسم افعال پر بدعتی
 یا شکر کہیں کہہ سکتے۔ اس کا جواب اسی رسالہ میں درج ہو چکا۔ نتیجہ کہ مسٹر سالک
 جیسے مذہبی معلومات کے آدمی کو بھی علمائے اسلام کے ارشادات مستند بالقرآن والا احادیث
 پر حرف گیری کی جرات ہوئی۔ کہا کرتے ہیں "مذہب کی کو بھی زکام ہوا"۔ پر ضرب التل ایسے ہی موقع
 کے لئے معلوم ہوتی ہے کیا اچھا ہوتا کہ مسٹر سالک یہ تاویل اپنے آقا کے فمٹ مسٹر ظفر علی
 کی طرف سے شائع کرتے۔ مگر ان کی طرف ایک کوئی تاویل شائع نہیں ہوئی لہذا معلوم ہوتا ہے
 کہ علمائے اسلام کی تحریروں اور تقریروں کو جو ان کی نسبت شائع ہوتی ہیں (اور درست نظر میں
 اور سالک وغیرہ جو لوگ ان کے الفاظ کفریہ کی تاویل بازی کر رہے ہیں وہ سب خرافات ہیں۔
 علمائے اسلام کی طرف سے مسٹر ظفر علی خان کے الفاظ کفریہ اور ان کے خوشامدی نوکر
 سالک وغیرہ حمایتیوں کی ریکٹ تاویلات کی تردید میں مستند تحریریں موصول ہوئی ہیں
 جس کا انکار کفر کے مترادف ہے۔ اس سبب تحریر کے سبب اس کے کہ گمراہ لوگوں کی تاویل
 ریکٹ کا کوڑا کرکٹ سب بچہ جائیگا۔ اور تمام مسلمان اس معاملہ میں حق کی طرف آجائیں گے۔

زمیندار ایڈیٹر کو کفر پر اصرار اور اس کی نحو کی حالت کا اظہار

ظفر علی خان۔ یہ وہ اسلام گٹن مسلم آدمی ہے جو کمال اجازت و بہادری ہمیشہ بزرگان اسلام پر
 سب و شتم سے ہمہ تن نکل رہا ہے اور اس کے ناؤ اعمال کی طرح اس کا یہ اجازت ہمیشہ علمائے کرام۔
 پیشوا ان اسلام اور بزرگان ملت حضرت مہدی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تبرے سے سیاہ نظر آتا
 رہا ہے یہ وہ ہندو و نوز گندھی شاکھی ہے کہ کبھی دشمنان اسلام کے ناپاک حملوں کے جواب میں

اسکا وہ قلم بخیر تم جو ان اہل اللہ کے خلاف کام کے کام نہیں حق کے وفق رنگین کر لکھے دو چار سطر بھی نہیں لکھنا جب ریت دار اٹھا کر دیکھتے تو آپس میں ہندوؤں اور خصوصاً گاندھی کی وجہ سر لائی دیکھتے گا اور علمائے کرام حقیقی خدا مان دین و ملت متبعان سنت پر گامیوں انفرادی بہتانوں کی بوجھاڑ اور گنبدان اسلام کے حرم حفاظت اسلام و شکایت حق و شر و انشراح لسان کے ہزاروں مذمت نامکی فحاشی اسکی حدیدہ اسکی بد زبان سے نہر گندہ دہن کو مات کر دیا۔ وہ گندھی ناپاک ناشائستہ نہایت سخت جہود و ہونہار گامیاں لکھتا ہے جسے دیکھ کر بارادری شہد سے اور تمام غنڈے لقمے اپنی تیرا تیری بھول جائیں تو گویا اور آج کل تو اسکا بوجھنا ہی کیا ہے کہ علمائے کرام نے اسکے ان شدید کفریات ملعونہ کی بنا پر اسے کافر کہہ دیا ہے وجوہ تنکیر اسلام بالکل ہی تنکیر ہو گیا ہے جامہ سے باہر آ گیا ہے بجائے الزام تکفیر کے واقعی جواب کے وہ تہذیب انسانیت کا خون کر رہا ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی الزام کے جواب میں گامیاں بک دینا یا اپنی بھولی تقریریں گڑھ دینا یا اپنے دو چار دس پانچ ہم بستروں میں لفظ خود زیندا کہہ ہے لہذا اسکا پسندیدہ اسی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے ہم لوگوں کے نام سے معنایں چھاپ دینا اور ان دہندوں کے سرفراہت باندھ دینا کس طرح جواب نہیں ہو سکتا۔ ہٹے ساتھ کہ جن کے پرچے میں کفر جھان خان نے کچھ اپنے الزام تکفیر کے جواب میں ریز کی ہے پرچہ بہت تلاش کیا گیا۔ نہ ملا۔ اب جھان خان بسیار ملا تو وہی صدا اے بے سنگام اور ست و شتم و دشنام علمائے کرام کے نام نام پائیں کفر علی ان کے اپنے قلم سے تو نہیں۔ اے اسکے ایک ہم بسترا لک سا لک کے قلم سے ایک جاہلانہ مضمون ضرور ہے جس میں نام حجاب کا ہے اور حقیقہ یہ ہے سائے بھولے بھالے عوام مسلمانوں کو فریب دیا ہے۔ مگر ہر ذرا عقل و جان کا ہے کہ کسی زبان و قلم کو کس تر حکا ہے جواب ہونا اور بات ہے اور موخہ زوری کرنا باتیں بنانا اور۔

انسان کی زبان یہاں نہیں جاسے سائے نہیں قیامت میں حکم الہی کہیں قہا جبار تنکیر جہلانہ کے حضور تو طہر ہو گیا نہیں جب تک الہیہ ختم کے آؤ اور ہم وہ تنکیر نہ کرنا کہ الہیہ ختم کے آؤ تو کافرا کیسے ہو گے۔

کا قہور نہ ہو گا۔ وہاں بھی غریب اور ویا مل سے کام لے گی سا لک کے ساری مانگ بے ہنگام کا حاصل صرف یہ ہے کہ کفر علی نے وہ شکار کفر امیر لڑن وقف جاتے وقت لڑن وقف میں جانیاں لال اور بیچنے والوں پر غصہ کے لئے لکھے ہیں اسلئے اسکا مقصد اعتراض ہے وہ اسکا اپنا اعتقاد نہیں اور یہ کہ ان تین کفری شکاریوں ایک مصرع امیر دینی کا ہے اور کہیں لار آبادی کلا ہی پنی انداز بیان ہے اور یہ کہ حضرت خواجہ حافظ دامیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اس قسم کے کفریات سے بھرا ہوا ہے اور لوگ انہیں وجہ امتیاز موقت اور تصوف کا خزانہ قرار دیتے ہیں حالانکہ اس کلام میں می و معشوق و درویشی و سبکی کے سوا کچھ بھی نہیں ان کا کلام

سر سری طور پر دیکھا جا تو صریح مستحیات و کفریات نظر آتے ہیں اگر محض اس بنا پر ظفر جلیخان کا فزوار دیکھا جائے میں تو مقصود میں کا سارا سلسلہ لودہ کہ نظر آئے گا اور یہ کہ یہ نظم تو پانچ سال سے طبع ہوئی جسے تکفیر کو نہیں ہوئی محض دوسری شکایات کی بنا پر تکفیر کی گئی ہے اور یہ کہ اس صرف دو صاحبوں کو کفر نظر آیا باقی ہندوستان دو کم سات کروڑ مسلمانوں کو نظر نہیں آیا۔ یہ جاہلانہ خام خیالات اور سیفہا نہ نہ لیا ت ہیں جسے جواب کا نام کیا گیا ہے اور بچا ہے سالک کی کوڑ مغزی حیالت و معاہدہ کو زمیندار میں چھاپ کر طشت ازبام اور شائع خاص و عام کیا گیا ہے۔ مسلمان جسے جو نہ تعالیٰ اس زجالی فتنہ کا جواب نہیں۔ ہم پہلے وہ غزل جسکے میں شر کفر خالص میں فعل کریں چہ سالک لک کی خبریں۔ غزل

دو نو چھوڑ کر آئے پیام کر لینگے	ہر آج فیصلہ روم و شام کر لینگے	اسکے خون کے سیراب ہونے پر غم کر لینگے
ہر آج ہر آج خدا کا جلا کر لینگے	گر ہم اس بت کا ذکر کر لینگے	جسکے اکبر کا بھل ہے لڑن میں
سائیکہ بیت کے تفرقے جا کر	اور اسکے واسطے کچھ تفرقہ کر لینگے	اسکے سیراب ہونے پر غم کر لینگے
ہم نے تھیں شہب نام کی	اسی سند کو خوشتر خرام کر لینگے	رہی سعادت بہت راسا سویم
خلیفہ چاند نبی سورج اور چاند	سربا پیام اپنا نظام کر لینگے	وہ کام جو نہ ہوا کہ اور اس سے
نیم ادا کی بجا جو کچھ نہیں	تو ہم بھی اس سے سطر نام کر لینگے	وہ مہر جو ہم پر ہے توں جاؤں
نہر نہ کے غم ہی بلکہ سلم	حلال ہر کچھ کر حرام کر لینگے	سرب کی خاک ڈی و ہر گم ہو رہا
وہ خاک جو میں کتا ہو خوش نام	سنا ہو میں جواب قیام کر لینگے	خدا کر کہ وہ اس کا کاش میں ہیں
جو لوہے کے گیا خوش نام ہی	تو ہم تہ نہ وہ بھی سیر نام کر لینگے	ہم نے دل میں اگر جھوٹ کر جو
ہر مولوی لیکتا تو مالوی ہی	خدا خدا نہ ہوئی نام کر لینگے	کریں جو دین کو رو دہ آہ کی

الآن لکھتے ہیں فی الجواب۔ والہ الخوف والصدق والصبوب۔ ہر اور لڑن البسنت۔ سچے انسان معلوم کر لینگے کہ جب کلمہ کفر صریح ہو تو وہ متین ہو گیا متین۔ متین تو وہ جسے ظاہر سے کفر ہے اور ایک یا چند احوال اور جملہ اس میں ہوں۔ قریب قریب معتد اور متعین وہ جہاں کسی اور احتمال کی گنجائش ہی نہ ہو اور اگر کسی ایک عید جہاں کسی بھی معلوم ہو گیا کہ تاویل تین قسم ہے۔ قریب قریب معتد۔ سب دیکھنا چاہیے کہ قول میں سے تاویل کیا تو دل کہاں نہیں۔ قول اگر متین ہے اور اس میں کوئی تاویل عید چھٹی ہے تو تنکیر یا احتیاج نہیں کے اور شہدیت عنایت احتمال کو قبل کرینگے اور تکفیر قائل سے جب تک اسکی مراد متعین نہ ہو کہ لسان کرینگے (زبان نہ کریں) یہی ہے وہ جو مجمع الانہ میں فرمایا اذ امان فی السلۃ وجوہ فوجہ و وجہ واحد متعدد و میل العالم الیہا و جمع من الکفر ولا یذبح الوجہ علی الجہ نیز اسی میں فرمایا لا یقنی تکفیرا مسلم جمعا ممکن حل کلام علیہ

محقق علانی نے فرمایا اور علامہ شامی نے اس کے ساتھ رد المحتار میں فرمایا اذکان فی المسئلة وجوب ای احاطا
 وواحد یمنعه فعلی المنفی الملیل لما یمنعه کثیر قائل سے زبان احتیاطاً روکیں گے۔ مگر اس کلمہ کو سب کفر نہیں کہنے
 فتح میں فرمایا ذلک المعتقد فلفظہ کفر فالقائل به قائل بما هو کفر فان لم یکن کفر اور فقہائے کرام
 باعتبار نظر ہر کفر کفر کہنے کے احکام کفر صاف فرمائیے اس صورت میں تو متکثرین کف لسان احتیاطاً فرماتے ہیں
 مگر اور احکام کفر میں سے مثلاً حکم توبہ ورجوع اور تہذیب وکل وغیرہ میں فقہائے اختلاف نہیں فرماتے کہ کفر میں متکثرین
 احتیاطاً کف لسان ہے اور اس میں یہی مقتضائے احتیاط ہے اور اگر تاویل متقدم ہو تو فقہائے متکثرین سب اتفاقاً کفر
 کفر فرماتے ہیں کہ صورت میں یہ وہی نتیجہ ہے جس میں حدیث کفر کی اختلاف ہو رہی نہیں سکتا کہ مراد قائل متکثرین
 کہ کوئی اور قائل بھی نہیں تاویل ہے تو متقدم کہ جس کے نزدیک قائل قبول ہے فقہاء متکثرین جو یہ فرماتے ہیں
 کہ قائل صحیح میں تاویل مقبول نہیں ہے کہ یہ معنی میں کہ فقہائے متکثرین میں تاویل بعد و متقدم نہیں سکے اگرچہ متکثرین
 تاویل صحیح کے ہوتے کف لسان کرتے ہیں اور متکثرین میں تاویل متقدم کے اتفاق سے نہیں ہی جاتی متکثرین
 ہیں کہ تاویل مقبول صریح لا یقبل اکی فرج میں علامہ قاری فرماتے ہیں ہو مردود عند الفروع والشرع
 نسیم الیامین فتح لا یقبلت تقلد وید هذا یا نا یسے لفظ صحیح میں دیکھتا تاویل مقبول نہیں ایسا دیکھنا شرع وادعا
 ایسی تاویل کی طرقت التفات نہ کیا جائیگا اور اسے نہ زبان شمار کیا جائیگا اور یقیناً تمام جہاں اس کی تکفیر کو جائیگی اور اس کی
 وہ تاویل جو کہ کلام کے معنی پر مبنی ہوگی یہی وہ کافر ہے جس کے متعلق علماء کرام کلام شریف میں شک وکفر وعدا
 فقہاء کفر جیسے کے کافر مستحق صواب ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ میں خدا میں ہر کفر
 میں خدا کے معنی مالک صائب کے لئے تھے یہ تاویل کوئی نہ سیکھتا نہ فقہائے کرام نہ متکثرین عظام۔ بلکہ میں رسول یا
 پیغمبر ہوں ہر کفر کہ میں نے رسول کے معنی میں پیا ہی لئے تھے کسی عاقل کے نزدیک اس کا یہ قول قائل قبول
 نہ ہوگا اور ہر مسلمان کے نزدیک ایسا شخص کافر ملعون ہوگا اور اس کی وہ تاویل اس کے منہ پر مار دینا جائیگی اور ایسے
 کافر کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ٹھہرے گا بلکہ توقف و شک کرنا لاجبی ہوگا اس کے کفر کی تحسین کرنا لاجبی
 ہوگی والا یہ کہنے والا کہ اس کا یہ قول کوئی صحیح معنی رکھتا ہے سب کافر شقاق امام قاضی حیان میں ہے۔
 وکفر من لم یکن من موانع لا یقبل الاسلام من الملل او وقت فہم او شک بجز الراق میں ہے من حسن
 کلام اهل الاھل واعداء قال معنوی او کلام لم معنی صحیح ان کان ذلک کفر کف المحسن علامہ الامام میں ہے
 من تلفظ بلفظ الکفر وکل من اتهمہ اور حتی بدیکر اگر ایسی تاویل سنی جائے تو ہر کافر سے بدتر کافر
 ہے ٹھیکے کو کو کیا اسلام نہ ثابت کر سکیگا۔ چنانچہ کون کفر نہ ہو گیا میں سے نیت و عدم نیت کا فرق بھی
 ٹھیکے کو میں فقہائے کرام نیت معلوم ہونا ضروری نہیں جانتے وہ حکم کفر فرماتے ہیں ہر متکثرین نیت کا لحاظ نہیں

اور متکثرین میں کوئی بھی نیت کو نہ پوچھے گا اور اس ادعا کو محض باطل جانے لگا کہ میری نیت نہیں تھی علامہ میں فرمایا
 اللفظ ظاهر فی الکفر وعند خود واللفظ لا یتجاوز الی نیتہ کا علم من خروج کثیرہ وان اول قبل متدہ ہی میں ہے
 حکمنا بما دل علیہ لفظہ صریحاً وقلنا لمانت حیث اطلقت هذا اللفظ ولم تول کنت کا قراوان کنت
 لیرتفع ذلک لاننا انما نحکم بالکفر باعتبار الظاهر قصد ک و عدم مما انما ترتبط بہ الاحکام باعتبار
 الباطن فاللفظ اذا کان مختصاً بالمان فان کان فی بعضها اظهر حمل علیہ وکل ان استوت ووجد
 لاحد ہام مع والادخلة وعدھا لا تشغل لنا ہما یعنی جب لفظ کفر میں ظاہر ہو تو نیت کی طرقت احتیاج
 نہ ہوگی جیسا کہ خروج کثیرہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے ان اگر تاویل کرے گا تو قبول کر لی جائے گی یہ
 حکم کفر کرتے ہیں اس پر حرج اس کا لفظ صراحتاً دلالت کر رہا ہے۔ اور قائل سے کہتے ہیں کہ جب توبہ نے لفظ
 بولا اور تو مقبول ہے نہیں تو کافر ہو گیا اگرچہ توبہ نے قصہ کفر نہ کیا ہو۔ اس لئے کہ توبہ اعتبار ظاہر ہی حکم کفر
 کرتے ہیں اور نیز قصہ ہونا نہ ہونا اس سے احکام باعتبار باطن متعلق ہوتے ہیں جبکہ لفظ چند معنی کو محمل
 ہے اگر بعض معنی میں وہ ظاہر تر ہو تو انہیں پر محمول ہوگا اور ایسا ہی جبکہ سب میں اس کا ظہور برابر ہو اور ایک
 کے لئے کوئی مرجع پایا جائے تو جو معنی اس مرجع سے مرجع ہوئے ان پر محمول ہوگا اور ارادہ ہوا نہ ہو میں اس سے
 کوئی کام نہیں یعنی قائل نے جو کلمہ بولا ہے اگر وہ چند معنی کو محمل ہے تو ہم یہ دیکھیں گے کہ ان معنی میں
 سب کا ظہور کون ہے۔ جو ظاہر ہوگا اسی پر وہ کلمہ محمول کریں گے اب اگر ظاہر کفر ہے تو کفر پر حمل کریں گے اور نیت سے
 کچھ غرض نہ رکھیں گے۔ یوں اگر سب میں اس کا ظہور برابر ہوگا اور ایک معنی کے لئے کوئی مرجع ہوگا مثلاً
 خزینہ تو اس مرجع سے پر حمل کریں گے اگر وہ کفر ہوگا تو کافر کہہ دیجئے اور ارادہ ہونے سے کچھ بخت
 نہ ہوگی کہ یہ باطن ہے۔ اس سے جو احکام ترتیب ہوں گے وہ باعتبار باطن کے ہوں گے اور ہر حکم ظاہر کو
 کرتے ہیں یہی لئے علماء فرماتے ہیں کہ جو بغیر کراہ اپنی زبان سے کلمہ کفر بولے اور اس کا قلب مطمئن بالایمان ہو
 تو وہ کافر ہے اور جو اسکے دل میں ہے وہ اسے نفع نہ دیگا۔ اس لئے کہ کافر کو کفر بولنے سے ہی پہچانا جاتا ہے
 تو جب اس نے کفر بکا تو ہمارے نزدیک اور عند اللہ کفر ہو گیا۔ مجمع الانہر میں ہے من کفر بلسانہ
 طائفاً وقلبہ مطمئن بالایمان فہو کافر ولا ینفعہ ما فی قلبہ لان الکفر بلفظ ہی ینطق بہ بالکفر فاذا
 نطق بالکفر کان کافراً عندنا وعند اللہ تعالیٰ۔ یوں ہی بطور منہل یا عجب کفر کے کافر ہو جائیگا اور اس کے
 اعتقاد کا اعتبار نہ ہوگا۔ اسی میں ہے من تکلم بکلمۃ الکفر ہذا ولا ولا عجباً کفر عند کل ولا اعتبار
 باعتقادہ کجب ہی سلم سے معاذ شہد کفر ہو تو اسکے اعمال طاعات عبادات دینی حضرات اسے کفر سے
 نہیں بچا سکتے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے اعلیوا بان المراد باھل القبلة الذین انفقوا علی ماھون ضروریات

لکھتے عالم وحشر الاجساد و علم الله تعالى بالکلیات والجزئیات وما اشتهى ذالک من اللسان
 المہمات فمن واطلب طوعا وکرها علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم وخلق الحشر اوتھی
 علمہ سبحانه بالجزئیات لا یلکون من اهل القبلة یعنی اہل قبلہ سے وہ مراد ہیں کہ جو تمام ضروریات دین
 میں متفق ہیں جیسے وحدت عالم وحشر اجساد اور اللہ تعالیٰ کے علم کا تمام کلیات و جزئیات کو محیط نظر
 اور جو ہم مسائل ایسے ہی ہوں تو وہ شخص جو تمام عطاات و عبادات میں گذارے اور ساتھ ہی
 یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم سے یا حشر اجساد نہ ہو گا یا جزئیات کا علم اللہ تعالیٰ کو نہیں تو وہ
 اہل قبلہ سے نہیں مراد یہ بھی سمجھ لیجئے کہ تاویل جہاں معتبر ہوتی ہے وہاں وہ معتبر ہوگی جو قائل
 بیان کرے قائل کی طرف سے اگر کوئی دوسرا شخص اسکے قول کی کوئی تاویل کرے تو کسی عاقل کے نزدیک
 اسکی کی ہوئی تاویل قائل کو کوئی فتح نہیں دیکھتی۔ مثلاً زید عمر کو کچھ بھینٹ کلمہ کہے جس پر عوز زید کی چاند
 سہلا دے زید پر برابر جو باہر نہ رہے اور وہ بالکل خاموش رہے کچھ نہ کہہ سکے مگر عوز کو الزام ہے
 کہ تم نے زید پر ظلم کیا۔ اسکی مراد یہ ہو سکتی ہے پہلے اسکی نیت کا حال معلوم کر لیتے۔ کیا کوئی عاقل کہہ سکتا
 ہے کہ لکھ کر یہ بات قابل قبول ہے اسی لئے علماء فرماتے ہیں فتاویٰ کلمات فیہ القائل الوجه الاول
 یمتنع التکفیر فهو مسلم وان لم لا ینفعہ حمل المذنب کلام علی وجہ لا یوجب التکفیر (راجع الفصولین)
 جب یہ معلوم ہو گیا۔ اب اس سالک الگ کی فرمائیے **اولاً**۔ ظفر علیخان کے ان اشعار کو یہ پڑھو
 وہ اپنے اخبار میں برابر اس تکبیر پر کھڑوں کو گالیاں چھاپتا رہے و شتم دیتا رہے مگر اپنے الزام تکبیر کے جواب میں
 ایک حرف نہ کہے۔ اپنی مراد نہ بتائے۔ اگر اسکی مراد یہ ہوتی تو اگلے دن بتا کس دن کے لئے اٹھا رکھتا۔
 معلوم ہوا کہ یہ سالک زبردستی اسکے پیچھے میں پاؤں دیتا ہے اور اسکی بگوسی بنا چاہ کر اپنی بگاڑتا ہے۔ یہ
 تاویل اسکے کلام میں نکالتا ہے ہرگز اسکا خطرہ اسکے دہم میں نہ گزرا سالک کی ساری جنائی اس ایک ہی
 جواب سے ڈاٹتی ہم اوپر بتائے ہیں کہ کسی دوسرے کا تاویل نکالنا قائل کو کچھ مفید نہیں ہو سکتا تو سالک
 کی تاویل اگر فرض کیا جائے کہ وہ صحیح بھی ہو تو اس سے ظفر علیخان کا کفر نہیں اٹھ سکتا۔ **ثانیاً** عاقل
 ہم سالک کی مان بھی لیں اور فرض کر لیں کہ یہ تاویل ظفر علیخان ہی کی ہے تو یہ دیکھنا ہے کہ ظفر علیخان
 وہ نیتوں شغراً یا کفر صریح میں یا نہیں۔ اور اگر صریح میں تو تین ہیں یا متعین۔ ہر عاقل کے نزدیک
 یقیناً صریح میں۔ اب اگر وہ متعین ہی ہوں تو یہ دیکھنا ہے کہ ان میں یہ تاویل بنتی ہے یا نہیں۔ اور یہ
 تاویل کو کونسی تاویل ہے یہ تو ظاہر ہے کہ یہ تاویل تاویل قریب نہیں۔ تو اب دوسری صورتیں ہیں۔ یا یہ تاویل
 ہوگی یا تاویل متعذر فرض کیجئے یہ تاویل تاویل بعید ہے تو ہم اوپر دکھا آئے ہیں کہ اگر کلام صریح ہوا تو

تاویل بعید ہو تو ایسے کلام پر فقہائے کرام تکفیر فرماتے ہیں اور محتاطین کف لسان۔ اور کلمہ کو سب کلمہ کفر جانتے
 ہیں اور اور احکام کفر سب صادر فرماتے ہیں تو یہ کہنا کہ ظفر علیخان کو کافرا اور اسکے کلمات کو کلمات کفر کہنا
 کفہر بے انصافی ہے کفہر رشید ظلم ہے۔ یقیناً حکم فقہاء کو بے انصافی کہنے والا خود سخت عظیم جرم کا
 مرتکب ہے۔ اس صورت میں تمام فقہائے کرام اور متکلمین عظام سب کے نزدیک اسے توہ کا حکم دیا جائے گا
 اسے محمد بن کحاح کا حکم دیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ کھما کر۔
 یہ کلام تو علی سبیل التذلل تھا۔ مگر ہم یقین سے کہتے ہیں کہ وہ اشعار کفر یہ یقیناً ایسے کلمے ہیں
 کہ ان میں کوئی تاویل نہیں بنتی۔ تخریض کے احتمال کو بھی وہاں گنجائش نہیں۔ اور سالک کا یہ بعض زبردستی
 اور عاصی۔ اول کے روشروہ میں تو یوں تخریض نہیں ہو سکتی کہ اگر ان میں تخریض مانی جائے تو وہاں جسے
 جہاں تک کلام ایک سلسلہ میں ہے سب کو یہی کہا جائے کہ وہ تخریض کہا گیا ہے۔ ایک سلسلہ کلام کے بعض
 کو تخریض ماننا اور بعض کو نہیں یہ کیا انصاف ہے۔ اسکا کلام دسویں شعر تک ایک سلسلہ میں ہے۔ اگر پہلے
 اور تیسرے چوتھے پانچویں چھٹے ساتویں شعر میں تخریض کا ادا کیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے
 اور آٹھویں نویں دسویں کو تخریض نہ کہا جائے اور یہ ہرگز قائل کو تسلیم نہ ہو گا اور نہ کوئی عاقل اسے
 تسلیم کرے گا۔ **ثالثاً**۔ کفر تو ظفر علیخان کی تخریض کا لکھا ہے وہ کیسے مٹے گا۔ اگر وہ اس تاویل کو تسلیم
 کرے اور یہ کہے کہ ان میں نے دس شعر تک تخریض ہی کہی ہے تو یہ وہ کفر ہے بچ نہیں سکتا۔ کہ
 احتمال شغریہ ہے۔ یہی مساعرت بخت نارسا سو یہ کام بجا جناب حضرت خیر الانام کر لینگے
 تو یہ بھی تخریض ہوگا۔ اور یہ تخریض کہنا حضور کی توہین ہو گا یوں کفر ہو گا۔ تاویل تو کفر ہے یا نہ کیلئے
 بھی جاتی ہے نہ کہ ایک کفر سے بچا کر دوسرے کفر میں پھنسانے کے لئے۔ **رابعاً** اور یہ بھی جانے دیجئے۔
 تخریض رکھنے اور صرف نہیں اشعار کفر یہ ہی کو تخریض مانئے اور جو مطلب سالک ادا کرنا چاہے اسے
 صحیح فرض کیجئے جب بھی کفر ہے جان ظفر علیخان نہ چھوٹی کہ اس نے کہا ہے۔ سہ سچا کلمہ آجکل ہر لٹن میں
 وہیں پہنچ کے ہم اس سے کلام کر لیں گے۔ تو تخریض کا حاصل تو صرف اتنا ہو گا کہ تم خدا کو لٹن میں
 کیجئے ہو حالانکہ ایسا نہیں بلکہ خدا کی جگہ تو کچھ ہے وہاں جس کے اس سے کلام کرنا چاہیے۔ نہ کہ
 لٹن میں جس کے اور جو کجہ میں خدا کو مانے اور اس سے کلام کرنا خدا کو اسے بے شک کافر۔
 تو اس تخریض کی تاویل نے اسے کیا فائدہ دیا۔ کفر سے تو وہ کسی طرح نہ بچ سکا۔ تخریض نے کیا تو اتنا
 کیا کہ لٹن میں خدا کے ہونے کو دوسرے کا خیال بنا دیا مگر اسے وہ کیا کرے گی کہ ظفر علیخان حیا میں
 کعبہ خدا کا مکان ہے اور کعبہ میں جا کر خدا سے کلام کرنا چاہیے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

فی الحقیقت بے بصیرت سالک سالک فداالت کہتا ہے۔ ان مختار میں نہایت لطیف نظر ترقی میں کام لیا گیا ہے۔ بیٹھے مولانا نے وفد کے حامیوں سے یہ سوال کیا ہے کہ تم حکومت برطانیہ کو رام کرنے چاہے ہو کیا تمہارا خدا عاجز ہو چکا ہے اور اب اسکا کوئی قابو کفار پر نہیں چلتا۔ کاش تم بت کا فر کو رام کرنے کی بجائے اُس قوسی و قیوم اور عزیز و انتقام سے رجوع کرتے جسکے سامنے بڑی سی بڑی تلوی طاقتیں ہتھی ہیں۔ مسلمانو! پیرائے ترقیوں کے متعلق تو اوپر آپ سن چکے۔ اب آپکے سامنے غلط علیانہ کی پوری وہ غزل بھی ہے اور اسکے حامی سالک کی یہ تقریر بھی انصاف آپکے ہاتھ ہے۔ اس جو مطلب گڑا ہے یہ کہنے لفظ کا مطلب ہے۔ اگر ایسا ہی مطلب گڑا جائے اور تسلیم کر لیا جائے تو وہ کو اتنا کفر ایسا ہے جو کفرہ مسلک کا اور کونسی توہین و تمقین ایسی ہوگی جو تزییف و توصیف نہ ہو سکے گی۔ لاجل قحۃ

الاباۃ العلی العظیم۔ پھر سالک ہاکے کہا دوسرے شتر کا مطلب یہ تھا کہ۔۔۔ تم نے جو رب کہہ کے خیال کو چھوڑ دیا خدا وندان برطانیہ کے دربار کا رخ کیا ہے تو کیا اب خدا انڈیا میں بھی گیا ہے جسکے حضوری مسلمان خلافت اور جزیۃ العرب کے مطالبات پیش کرنے چاہتے ہیں۔ یہ اسکا دوسرا کید ہے۔

اسکی جرأت تو دیکھئے مسلمانوں کی انگوٹھوں میں خاک جھونکنا چاہتا ہے اس کے شجر کے کوئی حرف کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کیا اپنی طرح یہ جاہل سب کو جہل کر سب میں مبتلا دیکھتا ہے۔ یہ تاویل ہے یا اس پر قرآن سی عجا ربی گھر گھر کرنا تو ایسا کیا قصہ کوئی کافر ہے جس کے اقوال بیزارا ابوال کی تاویل نہ ہو سکے۔ دلا حول ولاقوة الا باللہ پھر سالک کہا۔ یہ بھی لازم ہے کہ شاعر کی نیت کا علم حاصل کیا جائے ہم ادیب ریان کر کے کہ نیت کا علم تعین میں ہی ضرور نہیں نہ کہ متعین میں۔ دیکھو علام امام ابن حجر کی عبارت۔ پھر سالک مسلمانوں کو یوں پھلتا ہے :- جو شخص ان اشعار کے بعد مندرجہ ذیل اشعار لکھے سے چلے مشرب باج اور سمیٹن شیرا پر سیکو چھوٹا رام کر لینگے تارے ہاتھ میں ہے بہت بکلم کی عمارت مہی سمد کو محض خرام کر لینگے + یہی مساعت بخت نارسا سے یہ کام شباب حضرت خیر الانام کر لینگے + خلیفہ چاند نبی سورج اور ہم تارے ہر طرف اکہ ہم اپنا نظام کر لیں گے وہ کام جو نہ ہوا دیم اور لسن + محمد عربی کے غلام کر لیں گے + ایسے شخص کے متعلق یہ کہنا کہ وہ کافر ہے یا کھانا کفر یہ کہتا ہے اتنی بڑی بے انصافی ہے جسکا جواب ان بے راہ و ملاؤں کو حضور سرور کائنات صلا علیہ وسلم کے دربار میں دینا پڑیگا۔ جب یہ جاہل تریض کا قاتل ہے تو ان اشعار کو جو اسی سلسلہ میں تریض کیوں نہیں مانتا۔ الحمد للہ فیصلہ ہو گیا۔ ان اشعار میں جب یہ تریض نہیں جانتا اور یہاں وہاں اوپر کے اشعار سب ایک سلسلہ کے ہیں تو یقیناً کسی عاقل کے نزدیک انہیں بھی تریض نہیں ہو سکتی تو ظاہر ہو گیا کہ ان میں تریض ماننا مسلمانوں کو فریب دینا اور سخت مخالطین ٹانہ پناہ دہم تو اسے اوپر یہ گھول کر دکھائے کہ اگر دبر دیتی تریض بھی مانے جب بھی ظفر ملخان کفر سے نہیں جتنا ظفر ملخان کو اسکے ایسے کھیلے بھروسہ پر کافر کہتا ان کلمات کفر کو کفر بات بتانا فتنہ انصافی ہے مگر یہ اسکے نزدیک بڑا انصاف ہے کہ ایک سلسلہ کلام کے ایک حصہ کو تریض مانتا ہے اور دوسرے حصہ کو نہیں + اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے سکاڑے سے محفوظ رکھے کہ ان کے کفر جو شخص اپنے کلام میں مذہب اسلام مقامات مقدسہ شخصیات جناب سرور کائنات صلعم اور حضرت عورت عظمیٰ علیہا السلام کی شان میں ایسے الفاظ کہتا ہو اسکو کافر یا مرتد یا مخالف بزرگان دین قرار دینا کہاں کا انصاف ہے یہ بھی سخت فریب و عظیم کبر ہے اسکا رد بھی اپنے کلام سے ہم واضح دکھائے ہیں کہ عمر بھر طاعات و عبادات میں گزارے اور ایک کفر اختیار کرے اس ایک کفر سے وہ سب مردود ہو گیا اور قاتل جہنم کا کافر طاعتی فدا فرمائی ستار شہرے بخود ذراں عظیم میں ارشاد خداوندی ماعلو اوین کل جملناک عبادا محمدی را اور فرماتا ہے۔ عابدناک عبادہ تعالیٰ ناکاحا حیاتہ جو کچھ عمل انہوں نے کئے ہئے وہ برباد فرما دیئے۔ عمل کی مشیت بھریں۔ اور بدلی ہو گا کہ بھراکتی آگ میں جھکیں گے کیا وہ ہندو مت اور زنا کاری جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سخت لگتی حضور پر کفر و اعزازات کفر میں کتابیں تھیف کیں۔ قرآن عظیم کی مع و تریض کفر زمان ہے حضور

عہدہ عثمانیہ : پچیسواں طبقہ سے زمیندار ۱۲

غفر علیٰ تو صاف یہ کہنا ہے کہ مولوی اگر ہمارا ساتھ نہیں دیتے نہ دین ہیں کیا پروردگار وہ نہ ملیں گے تو مالوی تو
 ملا ہی ہوا ہے یہی ہے۔ اور جب مولوی نہ ملیں گے تو ہم خدا خدا کرنا بھی چھوڑ دیں گے اور چونکہ مالوی ملا ہے
 رام رام کر لیا کرینگے حاصل ایک ہے مولوی نہ ملا مالوی مل گیا خدا خدا نہ کیا رام رام کر لیا اور یہ اسکا ہم پیشہ رکھا
 اُسکے ساتھ یہ بڑا سلوک کرتا ہے کہ اپنا گھڑا ہوا اُسکے سر چھٹاتا ہے کہ نہیں الفاظ چاہے اسکا کریں۔ ظفر علیخان
 کے چاہے دماغ میں بھی اسکا خطہ نہ کرنا ہو گا مگر مطلب ظفر علیخان کا یہی ہے تاویل لغو ہا لایدر معنی قابلہ
 کے سر پر اور کیا سینک ہوتے ہیں اور توجہ جبکہ ہندوؤں کی محبت و مروت اُنکی غلامی و بندگی اُن کو دواؤں
 و اجاد میں پچھلا سا غلو اسلئے نہ کرنا کہ ہندوؤں نے باوجود اُنکے ایسے افسانوں کے کہ سر کو اپنی ٹھوکروں سے ٹھکرا دیا۔
 سالک اپنی گھڑی ہوئی تاویل میں یہ لفظ کہہ رہا ہے کہ ”تو کچھ کیا آپ علما اجازت دیجئے کہ وہ کسی ہندو
 اور وہ بھی پندت مالوی جیسے کٹر ہندو کو اپنا رہنما بنالیں۔“ اگر زمانہ یہی ہوتا تو سالک بھی تاویل
 نہ کر سکتا۔ مسلمان اس بے جا کی ہر سخت بیجا ہی اور اُسکے دیدہ کی صفائی و بکھیر میں کہ باوجود اسکے کہ یہ سارے
 گاندھوی ہندو مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام کر دینے کی فکر میں رہے نہ صرف فکر میں بلکہ منت و روز اسی
 کوشش میں اسی کی سعی باطل کرتے رہے۔ مسلمانوں سے ترکوں کا نام لے لیکر اُنکی داستان مظلومی سناتا کہ
 خونین ترک کی (معاذ اللہ) آبر و ریزی دکھا دکھا کر جو روپیلنگی اور اسکے لئے وصول کیا وہ اسی ہی بل میں
 صرف کراتے ہے اور ان سب کے امام فی الگ گاندھوی لے تو چھپا دیا کہ میں نے گاندھی کو اپنا رہنما بنالیا ہے
 جو وہ کہتے ہیں وہی رہتا ہوں۔ مسلمانوں کی نظر سے یہ سب کچھ گزر کر نیچے جہاب یہ کہنا کہ ظفر علی اس شکر کا
 مطلب ہے، کیسا کچھ مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا ہے اور کتنے بڑے حیا دار کا نام ہے۔ چہرہ تیار ایک
 ڈاکٹرین و دیانت کا دشمن ایمان کا بزنز اس کے ہوں اپنی کوٹ مٹری دکھاتا ہے۔ اس قسم کے استعمار اصلاحی تو ہیں اور
 طرقت امیر ہند و نضاح کے سرایہ دار کچھ جلتے ہیں اور چونکہ انکا انداز خوشگوار ہوتا ہے اسلئے عوام آدمیوں پر
 خاطر خواہ اثر ڈالتا ہے کہ اگر میں (ابا دمی) اس (ابا دمی) کے بہنہ بڑے بار کچھ لیکن جو شخص اُنکے ترقیاتی اشتہار
 فنون کے کفر کا حیلہ بنائے ہوئی سخن ناہمی اعدایان و شناسا ہی کا کیا ٹھکانا ہے۔ ہم دکھا آئے کہ ظفر علیخان کے
 کلام میں ترقیاتی کی طرح نہیں ہستی تو اس کے اشتہار کا اگر کے شعروں پر قیاس قیاس سے الفارق ہے اور اگر کہہ دیا
 سے ظفر علیخان کے سے اقوال صادر ہوں تو وہ کیا سند دے جائینگے۔ کفر جس سے ہمارا یہ کفر ہی ہو گا کیا شخصیت
 بد لئے سے کفر کفر نہ رہیگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اگر سے سند لئے بیٹھا ہے۔ اگر کا قول کیا دین میں
 نہ ہو سکتا ہے۔ اُس کے کہتا ہے ”سب بڑا تعجب تو مجھے اس امر پر ہے کہ ان پر یہ منقول اور صوفیوں کو
 اس قسم کے اشتہار پر اعتراض کرنے کی ہرأت کیوں ہو گئی۔ خود ان کے بزرگوں کا تاثر کلام ہی قسم کے یہ ہے۔“

اسکا جواب اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے جو قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا **فَيَحْجِلْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ** آگے کہتا ہے۔ یہ لوگ خواجہ حافظ نامکے کلام کو حدائیت معرفت اور تقویٰ کا خزینہ درشتاتے ہیں حالانکہ اس میں شے و مشوق و رندی و بے باکی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس کو ختم کو باطل بنے جو اسکا جواب تو مسلمان خود ہی تین حرفوں سے دے لیں گے ہیں تو عرف یہ دکھانا ہے کہ اس کے نزدیک اکبر الہ آبادی تو رحمتہ اللہ علیہ اور تقویٰ کے کتنے بڑے حامی اور حق آگاہ بزرگ تھے اور انکے اشارے میں بڑی بڑی دینی اور معاشری بھینٹیں پونہ ہیں اور خواجہ حافظ کچھ نہیں۔ اور انکے کلام میں شے و مشوق و رندی و بے باکی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور مسلمانوں کو اس کے اس لفظ پر بھی نظر ڈالنا چاہیے۔ "حافظ نامکے" یہ لفظ کیا کہتا ہے۔ اور حضرت حافظ قدس سرہ کی کیسی بندی تو ہیں و تخلص اور اس کے باطن کے اہل اللہ سے خدا کی کیا پتا دیتا ہے۔ یہ کچھ اس انداز کے کہتا ہے اور اپنی فتد جہالت و حماقت کیوں اچھالتا ہے "حضرت" ضمانت ہے انہیں حضرت نوکھلا امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ یا اسکے ہم سے لفظ پیاں بھی قاصد) جنہیں علماء اصفیائے بریلی بہت بڑا ولی سمجھتے ہیں (مگر اسکے طور پر وہ ہیں نہیں انہوں نے کے طور پر آپ کے بھی دو شعر ملاحظہ ہوں سے کافر عشق مسلمان را در کد ہر گز من تا گشت حاجت و لذت با خلق بیگوید و خسرو بہ پستی میکند آئے آئے میگن با خلق و علم کایت شعرانے متصوفین کو یہ علماء و صوفیہ عرف مشرور و مخمور ہی میں نہیں بلکہ مذہب و تقویٰ میں بھی بہت بڑا درجہ عطا کر دیکے عادی ہیں۔ (دینے وہ دیکھتے ہیں تو نہیں یہ انہیں بڑا درجہ عطا کرتے ہیں) اگر ان حضرات کا کلام سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو اس میں مرثیہ کدایات و تلمیحات نظر آتے ہیں اور اگر محض میں بنامہ ظفر علی کو فرود دے جائے سکتے ہیں تو جسے اندیشہ ہے کہ متصوفین کا سا اگر وہ از ہمتا تا انتہا آلودہ کو نظر آئے۔

مسلمانوں کو یہ دو غایاں مجلس از سطر جہو کے دے رہا ہے اور اپنے کو کیدزدور و قریب کے جاں نہیں بچاؤں لینے کے لئے بچھا رہا ہے۔ اور حضرت امیر خسرو قدس سرہ کا دامن لیا ہے کہ خدا کی سے دستگیری کہاں حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کا دامن پاک کہیں کافروں کا جائے پناہ ہو سکتا ہے؟۔ برادران گرامی! بات یہ ہے کہ ہر قوم کی ایک اصطلاح ہوتی ہے اور اصطلاح پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا لاشعنا حتیٰ الا اصطلاح حضرت عوفیہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مقصود بالذات عرف غائی فی باقی باللہ و صلوات اللہ علیہ۔ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ کا پیارا بھوتا ہے۔ وہ اللہ کے جلووں کے مظاہر ہے میں وہ شے عشق حقیقی کی کیفیت کو بہت چھپانا چاہتے ہیں اور ہر عشق شلے کے لئے یہ ضرور ہے۔ راز عشق چھپا اسی جاتا ہے اور اسکا اظہار عجیب شمار کیا جاتا ہے۔ اور عشق کو چھپانا ہے دشوار جہاں تک ہو سکتا

دامن تک تو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اور میں چھپ سکتا ہے تو وہ پردہ داری کرتے ہوئے ہی پردہ میں کچھ کہہ لیا کرتے ہیں مثلاً وہ دوصل کی کیفیت فراق و جدوجہ کی حالت اور مقامات کے احوال انہیں الفاظ میں بیان کرتے ہیں جو عام زبان اہل ملک کی ہوتی ہے تو انکا کلام ظاہر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا مطلقاً اہل تقویٰ خاص ہے ان کے مطالب ان الفاظ سے وہی جانتے ہیں جو اس کو چہ سے آشنا اس گلی کے نور ہیں خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس مطلب کو یوں شریف میں ادا فرمایا ہے سے خوشتر آن باشد کہ تر دلبران آگفتہ آید و در حدیث دیگران یعنی وہی لوگ راز عشق سے واقف ہوں جو خود بتلائے عشق ہوں اندازوں سے یہ راز مخفی رہے۔ تو انکی اصطلاح خاص ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ نے سے انکی مراد یہ شراب حرام نہیں پونہ بیخانہ پونہ بیخانہ پونہ کافر عشق پونہ بیخانہ پونہ مسلمان حضرت امیر خسرو قدس سرہ کا یہ کلام بلاغت نظام مرکز ان سے پر معمول نہیں جو انکے ظاہر سے ہمارے درمیان ہو سکتے ہیں۔ ماں اگر کوئی ان سے کا اعتقاد کر کے ایسا کلام کہے تو بیشک کافر ہو ہی لے گا جاتا ہے کہ صوفی حقیق اور اسکا بے علم مقلد مذہب ہے۔ کلام صوفیہ کلام کا حکم تشابہات قرآن عظیم کا حکم ہے۔ جیسے وجہ اللہ ید اللہ ساق وغیرہ کہ ہرگز وہ ان سے پر معمول نہیں جو ہمارے استعمال میں ہیں اگر ان سے کا اعتقاد کوئی کرے جو ہماری روزمرہ میں متعل میں تو کافر ہو جائے اور علم الہی میں ان کے جو معنے ہوں انکے اعتبار سے انہیں ایمان لانا ضرور اور بے علم کو انکی تاویل کے چھپرے پر کافر خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے **هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَلَئِنْ كُنَّا لَأَوَّلُ آلَاءٍ مِنْهُ لَنْ نَعْلَمَ الْقَارِئِينَ** تقریب سے ظاہر ہو گیا کہ اس مالک مالک کا وہ قیاس محض باطل و پاہر ہوا اور قیاس مع الفارق ہے جیسے وہ کلمات لطیفہ قرآنیہ ایمان میں رہی کلام صوفیہ حق ہے اور انکی جواہر مطلق منتر ہے اسکا اعتبار سے وہ اپنے ظاہری پر ہے اگر چہ ہمارے اعتبار سے ظاہر نہیں ملاحظہ علیخان کے وہ احوال برتر از احوال اغنیاء انہی معانی سے ہیں جو ہم میں متعل ہیں تو یقیناً انکا ظاہر کفر ہے اور ظاہر کے سوا اس میں کوئی تاویل ہے ہی نہیں۔ کہ نہ ثابت کر چکے ہیں کہ وہ متبعین ہیں تو ظفر علیخان کے کلام کو کلام حضرت صوفیہ سے کیا نسبت ملی اگر کوئی حضرات صوفیہ کے کلام کو باعتبار ظاہر کفر قرار دے تو قرآن عظیم کے ان تشابہات کے لئے کیا کہہ گا کیا مساذ اللہ انہیں بھی کلمات کفر کہے گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اللہ عقل دے۔ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ کی ساری تفریر پر زور کا مارا ہے و بکر گیا اب کچھ باقی نہ رہا کہ ایک کلمہ عظیم و کبریم جو وہ لگے کہتا ہو کہ

ان سخن نامہم اور کوثر متزلا نون کو ذرا اس امر پر غور کرنا چاہیے تھا کہ وہ ظفر علیخان کی ساری زندگی اسلام اور فلاح اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کے نام کو بلند کر سکی گوشتش میں بستر گئی اور جو خدا و رسول اور کتبہ ہام کی ذرا سی توہین بھی ٹھنڈے دل سے برداشت نہیں کر سکتا وہ خود اپنے کلام میں خدا کو بے قابو لکھ دین میں بیٹھا ہوا بتا کر اس توہین کا وبال اپنی گردن پر کیونکر لے سکتا ہے۔ اللہ اکبر اس کیا اسکا ردی خدا نے کس کس طرح مسلمانوں کو جمل دینا چاہا ہے۔ ہم اگر اس کے سبب اکافیب کو بھیج بھی تسلیم کر لیں تو اس پر بتا آئے ہیں کہ ایک کفر خدا و رسول سے سارے اعمال حیط ہو جاتے ہیں اور وہ اعمال اسے کفر سے بچا نہیں سکتے۔ ظفر علیخان کی جمہوری خدمات اسلام کا تو اسکا یہ ہم بستر ہی مدعی ہے اور اگرچہ صحیح ہو تو منافقین سے زائد تو اسلام کی خدمت نہیں کی ہے۔ منافقوں نے بھی تو اسلام کا علم بلند کرنے اور دین کی اشاعت کرنے اور حضور پر نور شائع اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کا نام نامی بالا کرنے میں اپنی جانیں گنوا دیں۔ باپنے بیٹے کی رعایت نہ کی۔ بیٹے نے باپ کا لحاظ نہ کیا۔ بھائی نے بھائی کی پرواہ نہ کی ہر روز کمر بستہ عام خدمت ہے حضور کے ہمراہ جہاد کے پھر اس سے کیا ہوا کیا ان میں سے کسی امر نے انہیں حکم کفر سے بچا لیا۔ کوئی عذر اٹھا سمجھ ہوا وہ بھی ظفر علیخان اور اسکے اس ہم بستر کی طرح ابھی کہتے تھے کہ ہرگز نہیں اس بات سے توہین کا ارادہ نہ کیا تھا۔ مگر اسکا کوئی حیلہ کارگر ہوا کیا آپر القہر قتل کفر نہ تجل آیمایک کفر (جو بڑے بھانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد) کا قہری کوثر نہ پڑا۔ وہ قہیں کھا کر انکار کرتے تھے کہ منہ ہرگز ایسا نہ کہا اور جہاد ہرگز یہ مطلب نہ تھا پھر کیا وہ حلف تسلیم وہ عند مانا گیا ہرگز نہیں۔ صاف ارشاد ہو گیا یخافون باللہ ما قالوا لذلک قالوا کلمۃ النکیر وکفر وکذلک اسلام علیہم اللہ کی قہیں کھاتے ہیں کہ آنہوں نے نہیں کہا۔ اور بیشک یہودی کلمہ کفر بکا اور کافر ہو گئے اپنے اسلام کے بعد۔ غالباً سالک مالک آن منافقین کی حمایت میں اللہ رسول جل و علاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی ایسی اعتراض کر چکے جیسے اس ظفر علی کی حمایت میں علماء کرام پر کوثر منفی سخن نا فہمی کا ثمرہ آ رہا ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اگر کوئی ایک کلمہ امر بھی درپیش کی ہوس میں منشا اسلامی بھی اُس سے ہو گیا ہو تو کیا ہوا حدیث نہیں ہے ان اذلہ یؤید ہذا الذلہ علی یک رجل فاجرا وکذا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بے شک اللہ اپنے اس مین مقدس کی جملہ جملہ کے ماتھ سے تائید فرماتا ہے۔

ظفر علی کی عمر جن باتوں میں گزری ہے جنہیں یہ اسلامی خدمتیں بتا رہا ہے ذرا وہ بھی سن لیجئے پہلے انگریزوں کی خوشامدگار حکومت انگریزی کی قیدہ خوانی میں رہا۔ باب حکومت کا حق قہر رہا۔

انگریزی برکات کے گن گنا رہا۔ حکومت کا دفاع رہا۔ انگریزی بادشاہ کے سایہ کو مسلمانوں کے لئے رحمت کہتا رہا۔ وفاداری کی تعلیم دیتا رہا۔ کلام اللہ میں ناوٹیں کر کے کچھ کچھ مطلب گہڑا رہا۔ یوں اسلام کو بدنام کرتا رہا۔ قرآن و حدیث احوال صحابہ وغیرہ سے حکومت وقت کی اطاعت فرض ٹھہراتا رہا۔ مسلمانوں کو دھوکے دیتا رہا۔ قوم سے غداری کرتا رہا۔ انگریزوں کی خوشامدیں اپنے اخبار کے لئے شمار کا سیاہ کرتا رہا۔ برابر کہتا رہا کہ اسلام بغاوت سے منع کرتا ہے۔ جب اس شہرت پسند جاہ طلب ایمان فروش زر پرست کو انگریزوں سے اس قیدہ خوانی کا مقبول جائزہ مع سرائی کا کافی بدلہ اس وفاداری و عقیدہ تمندی کا کوئی صلہ نہ ملا اور حصول زرہی کے لئے پوری کوششیں تھیں یہ سب رائگاں ہوئیں اور کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ تو اس نے پہلو بدلا۔ اب ہندوؤں کے ساتھ ہوا اور جو کچھ ان کے ساتھ کیا گرایا وہ مسلمانوں کو سب معلوم ہے اسلام کے نام پر خلافت کام پر تنظیم کے بہانے لاکھوں روپیہ گھسیٹا رہا۔ ہر دشمن اسلام کا حصول زرہی کی ہوس میں ساشی ہر عدو اسلام کا اسی لئے حمایتی رہا۔ فرقہ ملعونہ قادیانیہ کا سلاح رہا۔ محمد صادق۔ کمال الدین محمد علی وغیرہم قادیانیوں کے گن گنا رہا۔ اور انکی مدتوں منقبت خوانی میں مشغول رہا۔ اور دیوبندیوں سے ابناک باراندہ کیا دیوبندیوں نے جو کچھ اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح قرین کھلی تحقیق میں ہیں ان سے وہ ابناک فاضل رہا۔ اور ٹھنڈے دل سے سنتا کہے کہتے ہیں۔ یہ حتی اُسکی خدمت دین و حمایت اسلام کی کچھ تفصیل جو اخبار پر بہار الفقیہ نے چھاپی

اب سالک مالک کے طور پر وہ ایک اور خدمت اسلام میں منہمک ہے کہ برابر ہندوؤں کی اور تصوف پر ناپاک ناجائز و ناروا حملے کر رہا ہے۔ افراد ہتھان باندھ کر اپنے جلے دل کے چھپوٹے چھوٹے تمام مسلمانوں کو مشرک اور پیروں کو مدعی اُلوییت اور خاتما ہوں بت پرستی کی جگہ ٹھہرا رہا ہے۔

سالک کا ایک کید اور رہا ہے اُسکی بھی خبر نہ لیں۔ پھر ہم ۲۴ جون کے پرچے سے تصوف و اہل تصوف پر اُسکی تبر آبادی اور اس کا فر مشرک کی کافر گری و مشرک سازی کا ثبوت پیش کیا اخیر کید سالک مالک یہ ہے کہ اگر ظفر علی نے ذاتی ہاری کی توہین کی نیت سے یہ اشتعال لکھے ہوئے تو کیا یا پانچ سال کی طویل مدت صاف گزر جاتی اور ہندوستان کے کرڈوں مسلمانوں میں سے جو ظفر علی کو مسلمان سمجھتے تھے ایک بھی انکے خلاف آواز بلند نہ کرنا کیا امنستان

سات کروڑ مسلمانوں سے صرف حامد رضا خان اور ویدار علی کو رب العزت جل جلالہ کی عزت کا پکا
اور کیا باقی دو کم سات کروڑ خدا کے دشمن ہیں۔ بے شک ظفر علی خان نے ہرگز دجل کو سخت شدید سڑی
گھنونی گندی ناپاک گالیاں دیں اور ایسی کھلی توہینیں اور مرجع تنقیصیں کیں کہ ان گالیوں تو ہینوں کی
ظفر علی اور اس کے حامی کوئی تاویل نہیں کر سکے اور نہ قیامت تک کر سکتے ہیں۔ ایڑی چوٹی کے زور جمع ہو کر
لگا رہے ہیں و انتوں پسینے آ رہے ہیں مگر ظفر علی کی بگڑی ایسی ہے کہ بٹنے کا نام نہیں لیتی وہ سخت تیراگن فوجی
نہ ہٹتا ہے نہ ہٹتا ہے۔ سنگ مرمر (ظفر علی کا زمیندار سے پہلا اجداد) میں یہ غول چھپی تھی۔ ستارہ صبح کے گردانیہ
کے ہزار نہیں چند سو چھپتا تھا اور اسکے دن وہ جاری رہا۔ کروڑوں آدمی تو وہ ہیں جنہوں نے ستارہ صبح
نام بھی نہ سنا۔ ان کے اندر یہ کفری غریزے کھینا تو بڑی بات ہے۔ پانچ سال تک یہاں علم نہ ہوا۔ یہ کیسے معلوم ہوگا
جن صاحبوں کو پانچ سال کے اندر ظفر علی کے کفریات کا علم ہوا وہ خاموش رہے۔ کیا علم خبیث بھی ہو سکتا ہے۔ اگر
ایسا ہے تو ہم مسلمان تو اسے کفر کہتے ہیں وہ بد مذہبی بھی تکفیر کر دیتے کہ ان کی تو یہ جڑ ہے۔ وہ تو جنس ہیں
اور جن کے صدقہ میں سب کچھ ہے ان کے لئے ملنے میں مسلمانوں کو کافر کہہ دیتے ہیں اور ان کے لئے علم
ماننے کو خدا کی برابر نظر آویا بناتے ہیں جس میں زمیندار بھی ان کا شریک ہے کہ ابھی چھاپ چکا ہے
سنا یا ہے فرق خدا و رسول + یہ ہے عالمان بریلی کا دین + اس اقرآن میں برہم کہہ چکے ہیں۔
لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

اب اس وقت بھی ظفر علی خان کی جو تکفیر ہوئی سب زیادہ اشاعت اس کی اس نے خود کی
اور پہلے بھی اگر کسی نے تکفیر کی ہو اور خود زمیندار کو لکھ بھیجا ہو اور اس وقت اسکے دبا دینے میں ملوث جانی
تو اس کا علم و مردوں کو کیونکر ہو۔ ان پر جو دگیوں کے سوا اسکے کہ مسلمان برابر زمیندار پر لعنت کرتے رہیں اور
کوئی حاصل نہیں ان چالبازوں سے حکم کفر اٹھ نہیں سکتا۔ اگر وہ کفر سے بچنا چاہتا ہے تو فوراً
اس کفر خیز اسلام سوز نظم سے توبہ کرے اور نئے سرے سے مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے
کہ توبہ کرے از سر نو اسلام لائے ایمان پر قائم ہو کفر و اسلام میں اسے اختیار ہو اور اسے ان غلط
صاحبوں سے نجات دے جو اس کے لئے ایسے ہی جیسے فرعون کے لئے ہامان تھا۔

علیہ السلام کی اس تحریر کے ملاحظہ کے بعد برادران اسلام کو تعجب ہوگا کہ مگر ظفر علی خان کی کزن فرین کو کرسا
کوئی کو حکم اسلام کے دس ہزار و حدیث قنوں تک ظفر علی خان پر حرف گیری کا جو صلہ جو ثابت بھی کریں نہ خدا کی
شان سے تری کر پائی کی + تجسبات کا بیکارہ پانچویں فیتان خلافت قنوں تکفیر کے بارہ میں کیوں ساکت ہیں نہایت کہ مگر ظفر علی خان
دروازوں پر ایسے ارٹے وقت میں نہایت دیکھتے کہ کھٹکھٹانے پر اگر وہ فوجی کے خلاف قلم اٹھاتے تو پھر لطف

ظفر علی خان کی کزن فرین کو کرسا کوئی کو حکم اسلام کے دس ہزار و حدیث قنوں تک ظفر علی خان پر حرف گیری کا جو صلہ جو ثابت بھی کریں نہ خدا کی شان سے تری کر پائی کی + تجسبات کا بیکارہ پانچویں فیتان خلافت قنوں تکفیر کے بارہ میں کیوں ساکت ہیں نہایت کہ مگر ظفر علی خان دروازوں پر ایسے ارٹے وقت میں نہایت دیکھتے کہ کھٹکھٹانے پر اگر وہ فوجی کے خلاف قلم اٹھاتے تو پھر لطف

بدر ان خلافت کی رہنمائی ان کی کہانی ان کی اپنی ہی رہنمائی

بیدارم حدیث نامہ چون است ہے بینم کہ عنوانش بخون است
برادران اسلام کو معلوم ہوگا کہ حزب الاحناف کے بعض سابقہ رہنما
میں بہت سی مرکزی خلافت کمیٹی اور امت مسلمہ خلافت کمیٹی کے خزانوں اور ان کے
حساب پر مختصر تبصرہ کیا گیا تھا تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جا کہ ان کا حقیقت کیا ہوا ہے
عیار لوگ کس طرح شیرازہ بیکارہ کر رہے ہیں اور وہ ہرگز اپنے مصروف پر خراج نہیں ہوتا ہے
لئے دیا جاتا ہے۔ اور تاہم مسلمان اپنی دولت و مال باندھ کر دیکر ضائع کر رہے ہیں
صرف کریں۔ ہمارے ناچیز تحریریں الحمد للہ کہ لاگز ثابت ہوئیں۔ پہلے تو لاہور میں خلافت
کمیٹی چند روزہ حساب کی پرتال جناب شیخ عمر بخش صاحب کیلن ٹیکوٹ پنجاب ہونے لگی۔
اگرچہ جناب شیخ صاحب ہمارے ساتھ رہا اور قابل اعتبار و اعتماد و متنبہ ترین بزرگ ہیں مگر
ان کی پرتال حساب کے نتیجے سے ہم محووم ہے اور وہ ماہر دستہ ہم تک نہ پہنچا۔
اس کے بعد امت مسلمہ خلافت کمیٹی کو پرتال حساب کے مجبور ہونا چاہئے کہ کمیٹی
مستطعم کی پرتال حساب کے لئے اپنے ایک نہایت مستند معزز اور قابل اعتبار رکن جماعت مستطعم
جناب شیخ غلام محمد الدین صاحب کو پرتال حساب پر مقرر کیا۔ شیخ صاحب پرتال کی جو کچھ
میں نے حساب کر دیا وہی ابتداً انہوں نے لیڈروں کی عیاریاں ہو چکی کہ پیش کرنا کہ وہ
مرتب کی جو خلافت والوں اپنے پرچے فاش ہو چکے خوف سے شائع نہ کی۔ اس پر حجاز
جرات پرتال کشندہ نے حساب میں بدرجہ غایت بددیالی یا کر کثرت خلافت سے
استغفار یا اعلان کیا جس میں بعض موٹی موٹی رقوم کا ذکر ہے اسکے جواب میں کھینکا
ہر خلافت والوں نے بھی اعلان شائع کیا مگر شیخ صاحب بڑے دیانت والے ہیں اور یہ معلوم ہو گیا
انہوں نے نہایت معقولیت سے ان کا مستند بہ ذیل اعلان کے ذریعہ جواب دیا
اور وہ خود درجہ شائع کر کے چاہتے ہیں۔ (شیخ صاحب کا اعلان مستند بہ ذیل ہے)

کر شیخ حسام الدین یہ رقم بھیج کر چلے گئے تھے۔
 انکے علاوہ کیا یہ امر واقع نہیں کہ مولوی داؤد صاحب غزنوی نے خلافت فتنہ کا
 مبلغ چھ ہزار روپیہ بغیر کار کے بھیج کر لیا۔ اور حبیب ڈاکٹر کچلو صاحب نے مولانا
 شوکت علی صاحب کے ایمار سے موجودگی میں قمر الدین خان و چند دیگر صاحب
 اسکا حساب طلب کیا تو مولوی صاحب مذکور کے جواب سے صاف پتہ چلا کہ وہ یہ
 روپیہ اپنی ذاتی ضروریات میں صرف کر چکے ہیں۔ کیا مولوی صاحب اس سے منکر
 ہیں۔ اور اب بھی وہ چھ ہزار کا حساب مسلمانوں کو دے سکتے ہیں؟
 مولوی عبدالغفار اور شیخ حسام الدین نے تنظیم فتنہ کا مبلغ ۵۰۰ روپیہ بار
 بغیر منظور سی مجلس مینسل الیکشن کے جرح تیار کر دئے پر صرف کیا حبیب ڈاکٹر کچلو صاحب
 یہ روپیہ ان سے طلب کیا۔ اور غریب مسلمانوں کی گاڑی سے پسینے کی کمائی کو
 ایسے بیہودہ طریق پر ضائع ہوتے دیکھ کر سخت برا فروخت ہوئے۔
 کیا یہ سہرہ اصحاب اس سے انکار کر سکتے ہیں۔ اور کیا یہ کام بھی تنظیم
 کے پروگرام میں شامل تھا؟
 مسلمانانِ امرت سر کو معلوم ہے کہ مجلس منتظمہ کے سب سے بلند پایہ اور
 ذمہ دار رکن سیف الملت جناب ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو ہیں جنہوں نے
 خود میرے سامنے فرمایا۔ میں نے تنظیم فتنہ اسلئے جاری کیا تھا کہ غریب
 مسلمانوں کے لئے دستکاری کے سکول جاری ہوں گے۔ بتائی اور برون
 کی پرورش کیجاوے گی زائٹ سکول اور ہسپتال اپنے ہوں گے۔ تنگ اور
 کارخانے کھولے جائیں گے۔ مسلمانوں کی تجارت کو فروغ حاصل ہوگا۔ بچوں
 کی اصلاح کی جائیگی۔ مگر سب سے نہایت افسوس ہے یہ کہنا پڑتا ہے کہ غریب اور غرض
 قوم کا کوئی ہزار روپیہ ادھر اُدھر کے کاموں میں صرف کر دیا گیا۔ میں نے خلافت فتنہ
 میں دفعہ موقع دیا کہ وہ کام کریں۔ مگر انہوں نے میرے کہنے پر کوئی توجہ نہیں
 کی اور میرے بار بار اصرار کرنے پر کوئی حساب نہ کیا۔
 میرے پیارے غریب مسلمانوں! اگر جملہ واقعات جو خلافت فتنہ
 اپنے اشتہار میں نقش سے منظر کے ہیں جی برصاقت ہوتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ

ڈاکٹر کچلو صاحب۔ شیخ صادق حسن صاحب۔ شیخ محمد صادق صاحب اور مولانا ثناء اللہ
 صاحب جو جماعت منتظمہ میں شامل ہیں اس اشتہار پر دستخط کرتے۔ ان واقعات
 کے لغو۔ بیہودہ اور بے بنیاد ہونے کا سب سے بڑا یہی ثبوت ہے۔
 میں اراکین مجلس خلافت سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کیا غریب
 تقرباً چھ ہزار روپے میں سے صرف آٹھ آنے ایک غریب الوطن کو نہ دیئے گئے۔
 اور بقایا روپے مولوی داؤد اور مولوی عبدالغفار صاحبان کے سفر خرچوں۔
 الیکشن کے رجسٹروں۔ دفتر خلافت کمیٹی کے کرایہ۔ خاور صاحب کی تنخواہ خاور
 صاحب کے لئے بجلی کے پیکھے اور ٹانگے اور دیگر ایسی ہی بیہودہ مالت میں صرف
 نہیں ہوا؟ کیا ان واقعات کو جہٹلایا جاسکتا ہے؟ کیا یہ روپے اپنی ضرورتوں
 کے لئے جمع کیا گیا تھا؟
 میں آخر میں اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنے ان تمام صحیح اعتراضات کو مسلمانانِ
 امرت سے روبرو شیخ خیر الدین صاحب مرحوم کی مسجد میں ثابت کرنے کو ہر وقت
 تیار ہوں جو میں نے اپنے استغیاء اس اشتہار میں درج کئے ہیں۔ اور اسکے
 میں جناب سیف الملت و شیخ صادق حسن صاحب ایم۔ ایل۔ نے کو اپنے
 ثالث مقرر کرتا ہوں۔
 میں مسلمانوں پر واضح کر دوں گا کہ انکے گاڑے پسینے کی کمائی کس
 بے دردی۔ لاپرواہی اور حکمانہ انداز میں خلافت قانون اور شرمناک
 طریق سے ضائع کی گئی۔
 اور ساتھ ہی میں سادہ لوح مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ
 بقول ”آزمودہ را آزمودن خطا است“ ان غلط کار کارکنوں کی باتوں پر
 کان نہ دھریں اور ڈاکٹر سیف الدین صاحب بالقابہ کے آخری اور صحیح فیصلہ
 کا انتظار کریں۔
 شیخ غلام محی الدین سابق رکن جماعت منتظمہ مجلس خلافت امرت
 صاحب نے ڈاکٹر کچلو صاحب کے بعد اور کوئی فیصلہ تو ہمیں سنا نہیں البتہ یہ ہے کہ وہ خلافت
 الگ ہو گئے ہیں۔ اس سے نظریں لڑ کر ان خلافت کی دیانتدار کسی مستحق بخوبی آخری تجربہ پر
 اور ہماری آسانی سمجھیں آ سکتا ہے کہ جو روپیہ خلافت کے نام پر لیا جاتا ہے وہ کس قیام کا صلہ ہے صرف پتہ

غیر تقلیدین (اوپنی) اہلسنت کا خارج ہیں کہ شہناز محالست نامی

مصدقہ علمائے دہلی و کامپور دیوبند وغیرہ
ایک بار آپ علیہ السلام اہلسنت الباطن سے اس امر میں کہ اگر وہ غیر تقلیدین اہلسنت جماعت میں داخل ہوں تو فرقا افتادہ ہوں
خارج ہیں ان کو شہناز محالست اور جماعت اور ان کو اپنی سبجوں کے لئے دینا درست یا نہیں ہے۔ اور ان کی جو چیز ناچرینی درستی ہے
الجواب ۱۔ جواب ال دلی کہ یہ کہ فرقہ غیر تقلیدین کی علامت ظاہری اس ملک میں آج کل نہیں ہے بلکہ گھبراہٹ اور خوف
اور ناز میں ہے یہ کہ باندھنا اور نام کے جوچہ پر شہناز اہلسنت خارج ہیں اور شہناز دیگر فرقہ افتادہ یعنی خارجی وغیرہ کے ہیں کہ
ان کو باندھنا اور مسائل مخالف اہلسنت ہیں چنانچہ بطور فرقہ افتادہ مسائل کو بیان کئے جاتے ہیں محققانہ اور
یہ ہے کہ خدا کے پاک کاجھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں۔ چنانچہ کتاب صیانتہ الایمان مطبوعہ درآباد مصنفہ مولوی شہناز
شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۱۰ میں مندرج ہے (۲) حالانکہ انبیاء علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں
مگر مولوی حسین خاں اپنی کتاب تائید تقلید کے کتاب المجدد مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۲ میں انبیاء علیہم السلام سے بھول چکا
احکام دینی میں مقرر ہے اس کی محبت پر مولوی نذیر حسین صاحب شریف حسین صاحب غیر ماکا کا غیر تقلیدین کے موہ میں
۳۔ یہ ہے کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاتم النبیین چوتھے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ نظر المؤمنین مصنفہ اخوان صدیقی
پشاور شہناز شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۱۰۲ میں الف و لام خاتم النبیین کو عہد خارجی کہا ہے جس کو سنی کیا
کہ بعض کے خاتم نبی کہتے ہیں حالانکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین جبکہ ہیں۔ ۴۔ حدیث احمد بن حنبل
حدیث ترمذی کے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا جس کا یہ مطلب ہو کہ آنحضرت علیہ
والسلام سے ہو کر آپ کے بعد صحابہ کے صحابہ نہیں ہو سکتے کہ وہ قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت
چنانچہ کتاب دلیل حکم مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی میں موجود ہے۔ ۵۔ اصل علی کل امت جس کی مذکورہ بالا
بحث شرعی نہیں ہے چنانچہ کتاب سہار الخ مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۳۱ اور کتاب انصاف السنۃ
کے صفحہ ۲۱ میں موجود ہے۔ ۶۔ جتہد کا قیاس شرع میں مقبر نہیں چنانچہ معیار الحق کے صفحہ ۷۹ میں اور کتاب
انصاف السنۃ کے صفحہ ۲۰ میں درج ہے۔ ۷۔ رسالہ حجت کے فائل میں ہے حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ
کے زمانے میں سب عروسے جو ان کی محبت میں سب کو سے قبل قیامت زندہ ہو کر اُسے مستفید ہونگے۔ چنانچہ
کتاب در اساتذہ الالباب مصنفہ مولوی معین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۹ میں موجود ہے۔ ۸۔ حضرت ابو بکر صدیق
کے ہمراہی حضرت فاطمہ کو ارث نہ دینے میں خطاب نہیں چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ میں موجود ہے۔ ۹۔ حضرت

ابو بکر صدیق حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے ساتھ کینہ رکھتے تھے چنانچہ کتاب انصاف السنۃ
مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی عبداللہ محمدی معروفہ جہاد ساکن مولوی عبداللہ کے صفحہ ۱۹ میں موجود ہے۔ ۱۰۔ جہاد
الامم کے پیر اور چاروں طریقوں کے قریب یعنی ختمی ختمی علی غلبی اور (سلسلہ کی) جیشیتہ فاروقیہ نقشبندیہ
موجود ہے کامپور میں اسی کتاب انصاف السنۃ کے صفحہ ۷۰ میں مذکور ہے۔
عملیات (۱) پانی اگر چہ نہایت ہی قلیل ہو جماعت پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا بلکہ ناپاک و ربو اور درج
تینوں بدلیں چنانچہ طریقہ محمدیہ درجہ درجہ مصنفہ لؤاب صدیق حسن خان نہیں جہاد ہال ہر شہدہ مولوی نذیر حسین
کے صفحہ ۷۰ میں جو مولوی محمد شہناز صاحب کے پاس مرقوم ہے جس کا یہ مطلب ہو کہ ایک میلہ پانی میں یا ایک گلاس میں
اس قدر گوباموت یا شراب پڑ جائے کہ جس سے اس کا رنگ اور بویا و مزہ نہ بدلے یا اس میں کتاب یا سوراخ نہ ڈالے یا
کسی کتوں میں سو روکنا و بکرو و پانی پاک ہے اس سے وضو نماز درست ہے۔ ۲۔ لڑکے غیر عورت کا پشیاپ
پاک چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ میں مذکور ہے۔ ۳۔ وضو میں بجائے پاؤں و ہونیکے مسح فرض ہے چنانچہ فتاوی
ابرار مصنفہ مولوی محمد ابراہیم غیر تقلید کے صفحہ ۱۰ مطبوعہ مطبع دہم پر کاش الہ آباد میں درج ہے۔ ۴۔ پشیاپ کے بعد پاؤں
دیگر سے استنجاء کرنا بدعت ہے اور بدعت انکو نزدیک ایسا فعل ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا سوا بدعتی
انکو نزدیک و زنی ہے چنانچہ کتاب انصاف السنۃ کے صفحہ ۱۹۔ ۲۰ میں تصبیح جو خلاصہ یہ ہو کہ استنجاء کئے بغیر
ہوتا ہے۔ ۵۔ جو کوئی شخص اپنی بی بی سے جماع کرے اور نزال نہ ہو تو اسکی نماز بغیر غسل کے درست ہے چنانچہ کتاب
ہدایت القلوب فی سیرہ مولانا سید تصنیف مولوی محمد سعید نو مسلم شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۲۰ میں موجود ہے
۶۔ سیرہ رکوع کے زیادہ نوافل پر سہا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت میں جگنا بدعت مذکور ہے چنانچہ کتاب سیرہ الخ
مصنفہ مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۲۲ میں مذکور ہے خلاصہ یہ کہ اگر نہایت یا ملت ہی زاد عبادت کرنا جیسے کہ نبی علیہ
الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور اولیاء عظام مثل حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمہ وغیرہ ثابت ہے انکو نزدیک یا کر
کے مال تجارت میں اور سارے کوٹ لگائے بکری کے کہ جانوروں میں غلہ نہیں پھیرے وغیرہ کی رکوع واجب نہیں ہے چنانچہ سیرہ الخ
تصنیف صدیق حسن خان نہ زہر درجہ درجہ مصنفہ مولوی قاضی شوکانی کے صفحہ ۱۰ میں مذکور ہے خلاصہ یہ کہ اگر نماز کے مال
خود کر دہ ہو یا ہوا و زمینیں و غیر خواہ کر دہ یا ہوں کوہ نہیں ہے۔ ۷۔ عورت کو اپنی جگہ کا ایک ہوا و یاں عبادت
اسکے بعد انجو کا صلح درست ہے چنانچہ فتویٰ ہری مولوی عبدالقادر غیر تقلیدین شاگرد مولوی نذیر حسین کن دلی نام کالی
کہ جب بلا انکار مولوی نذیر حسین کی ٹہر ہے موجود اور وہ فتویٰ کا کتاب الخ و کتب بعض جگہ کہ میں خود ہے۔ ۸۔ ایک طلاق
زائد و طلاق دی ہوں یا تین اور چھ میں جمع کرنا ہو تو دو طلاق یا تین طلاق تو فیہ کوئی اور اسکا فرقہ مذکورہ جو درست ہے
ملاک درست ہے چنانچہ کتاب طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۷۰ میں مذکور ہے حالانکہ یہ بالکل صحیح ہے قرآن مجید اور

تمام اہل اسلام - ہر مرد و عورت کو لازم ہے کہ ہر روز نماز پڑھے اور روزانہ چھ سو مرتبہ ذکر کرے جو کہ خلاصہ کیا گیا ہے کہ ہر روز
 خود وہ مولوی ہو یا دغا یا بھڑا یا ہندی کی یا ترکیب بالی یا لیلیاں لکھ کر پڑھتا ہے۔ ایک سال کا کیا ہے جو پندرہ
 شام میں سو کر پندرہ یا سب سے بڑا یا جانا کر کا شہو تھا یا اور پڑھیں کہ جن میں سور کی چربی پڑی مشہور تھی جیسے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کی تھیں آپ بلادیات کھاتے تھے چنانچہ خوشی تھی مہری مولوی عطا الحق میر جو سال
 انہما لکھتے مطبوعہ مطبع انالین برہنہ واقع لاہور میں مندرج ہے اور اس رسالہ میں مولوی نذیر حسین صاحب غیرہ کی ہے
 موجود ہیں اور اس سال کے چھپانے میں مولوی نذیر حسین صاحب کو شش نام فرمائی چنانچہ نصف رسالہ نہ کو
 شروع میں اس امر پر تصریح کرتا ہے خود اللہ منہ الاک جواب سوال دوم غیر تقلید سے نکالتا تھا کرتا
 اور انکو اپنی خوشی سے اپنی مسجد میں لے دیتا تھا عام طور پر کیونکہ مسائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ وہ اہل
 ہیں نہ اہل سنت اور مجاہدات و مخالفت اہل بدعت نہ فرما ممتنع ہے۔ قال لغوث الاعظم عبد القادر جیلانی
 فرغیۃ الطالبین قال یوکلہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار فی اختیار فی الخصال انصارہ واصلہ
 واندہ یسبحی فی اخر الزمان فہم ینقصو فہم فلا تذاکلوہم ولا تلتاکوہم ولا تصلو علیہم - اور حضرت
 شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اس آیت وَاُولَئِکَ جُنُودُ جِبْرِیْلَہٗ سَیْئِرَہٗ فِی غَیْبِہٖ
 التَّنْزِیْلِ مذکور ہے کہ سہل ابن جبرائیل شری فرمودہ اند کہ من جبرائیل اندہ وَاُولَئِکَ جُنُودُ جِبْرِیْلَہٗ سَیْئِرَہٗ فِی غَیْبِہٖ
 الذِّکْرِ وَاُولَئِکَ جُنُودُ جِبْرِیْلَہٗ سَیْئِرَہٗ فِی غَیْبِہٖ الذِّکْرِ وَاُولَئِکَ جُنُودُ جِبْرِیْلَہٗ سَیْئِرَہٗ فِی غَیْبِہٖ الذِّکْرِ
 الِاِیْمَانِ وَاُولَئِکَ جُنُودُ جِبْرِیْلَہٗ سَیْئِرَہٗ فِی غَیْبِہٖ الذِّکْرِ وَاُولَئِکَ جُنُودُ جِبْرِیْلَہٗ سَیْئِرَہٗ فِی غَیْبِہٖ الذِّکْرِ
 بدرجائہن ارفع کبر و ہم مخلص ہم کاسہ ہم توازن بایستاد نشود و ہر کہ بادر عینان دوستی پیدا کنند توازن ایمان و ولادت
 آن اندوے برگزیدہ اتھی کلام شاہ عبدالعزیز - خطاوی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کتاب الذیاء میں فرمایا ہے
 وھذا الطائفة الناجية قد اجتمعت الیوم فی المذاهب الاربعہ وھم الخفیون والمالکون
 والشافعیون والحنبلون ومن کان خارجا ھذا المذاهب الاربعہ فی ذالک الزمان فھو من
 اھل البدعة والناہتہ اور یہی مضمون اور بہت سی کتب میں مذکور ہے موجود ہے ضرورتاً اسی قدر قلیل
 اختصار کیا گیا۔ جواب سوال سوم - مسائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست
 نہیں ہے کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نمازیں ہیں۔

کمالا جی - مواہب و دستخط علمائے دہلی و کاتبین قریہ
 قاضی قج احمد - محمد عادل حاکم محکمہ شرع - محمد علی - محمد عبداللہ الحسینی - محمد عبدالحق - بہت مستحق
 شرف و تکرار محمد عرب کریم اللہ - درویش ہاں بہت شرفاء - محمد اسماعیل مدنی - فقیر محمد حسین

بندہ الی بخش عاصم - سید محمد نذیر - محمد عبدالنبی - محمد عبدالرؤف - محمد عبدالغفور
 عبدالعزیز سید محمد سمیع عبدالرحمن - ابی عبداللہ - محمد عبدالعزیز - بکرم عالم محمد کلاب
 محمد کرامت اللہ علی عنہ محمد خان سپہدار - عاتق عبدالحق - ہوا حکیم الرشید - حاجی محمد جی محمد عبدالکریم محمد عبدالعزیز
 احمد حسن - عبد محمد یوسف - قاضی محمد نصیر الدین احمد - محمد امیر الدین - محمد ظہور الاسلام - فخر الحسن - قاضی محمد
 محمد ظہور الحید - ابوالحسن محمد عہدی - الراجی غفران اللطیف محمد عبدالرحمن الشریف - فیض الحسن - نور الدینی
 علم شہزاد فیض قاسم شمس عبدالکیم - امید دار نقیعت محمد یعقوب - محمد عبدالخالق - محمد عابد علی -
 محمد عبدالجبار - محمد ظہیر الدین - علی محمد - محمد عبدالصمد - ذالک فضل اللہ - محمد وجہ اللہ

مواہب و دستخط علمائے دیوبند - اندوڑ شہر و چچاؤنی - اور مصطفیٰ آباد (مواہب)

عبدالرحمن پانی پتی - عبدالعلی - عبدالرحمن - حبیب الرحمن - محمد یعقوب - محمد محمود - اسد محمد عبداللہ
 قادر علی امرتہ - محمد سحاق ولد مولوی عبدالعزیز - محمد اکبر علی حسن الدین - ربنا حبیبنا بالسلام -
 خادم شرع رسول اللہ قاضی محمد بدایت اللہ - سید علی اندوی - عبدالحید اندوی - عاتق محمد حسین اندوی
 احمد جان ولایتی اندوی - خادم العلماء عبدالواحد - سید محمد یعقوب پٹاوی اندوی - محمد علی خان کراچی
 سید غیاث الدین سکندر عدنان - خیر خواہ سلیمان محمد ملاؤ الدین - قاضی محمد اکرم - فقیر عبداللہ قاضی چچاؤنی
 شیخ لال محمد چچاؤنی - محمد عبدالعلی - محمد شاد حسین حق - محمد اعجاز حسین محمد دی - محمد گوہر علی عنہ -
 محمد یعقوب علی عنہ - سید الدین خان بھلہ خود - محمود عالم - مولوی اہل بھلہ خود - سید حبیب احمد -
 حضرت شاہ عنفی عنہ - سید عبدالحق - عابد حسن حق - محمد علی عنہ - محمد علی عنہ - محمد علی عنہ -
 قدامت احمد - سید الرحمن مجددی - سید احمد - ولی النبی - ابوالحسن علی الدین محمد اعجاز حسین محمد علی عنہ
 محمد عبداللہ بن محمد عبدالحق خان - سید محمد ضیاء الحق عنہ - محمد عبداللہ - محمد فضل الرحمن خان -
 محمد عبدالقادر - عبدالقادر خان ولد عبدالجبار خان - محمد عبدالکریم

الراجی الی رحمۃ اللہ اللطیف ابو الفضل محمد عبدالحمید اللوی موفنا والمحقق من
 والہادی مشرباً (حرفین اکمل ہیں کان پریس پٹنہ میں چچا)

رب الخاف کا پہلا کام

ایک مکمل مدرسہ حنفیہ کا قیام تھا

جو خدا کے فضل و کرم سے قائم ہو گیا،

براہور ان خفاف! کسی قوم کی حیاد حیات کا دار و مدار قومی روایات کے بقا و فقدان پر چلتا ہے اور قومی تعلیمات کا بقا بقیر علوم کے محال۔ اسوقت چاروں طرف الحاد و زندقہ کی جو آندھیاں چل رہی ہیں اور پیر و ان اسلام بھی لاندہ بی کی طرف جھک رہے ہیں یہ علم اسلام کی کئی اور قومی روایات سے مصمم قہر کا ہدف قبل ان میں گر چہ لاہور میں ایک آدھ انجمن اپنی بساط کے مطابق اس خدمت کو انجام دے رہی ہے لیکن اقل قند بقول "ایک انار نزار بیار" وہ اس عظیم الشان قومی کمی کو پورا نہیں کر سکتی۔ دوم اسکے قواعد و اخلاصیے تجویز ہوئے ہیں کہ ہر خطہ ملک کے طالبان علم و فضل و دین نہیں ہو سکتے تھے ان تمام امور کو ملحوظ رکھ کر کیا زستدار الکیں حزب الاحفاف نے خداوند کریم کے بھر و سپر سجد و وزیر خان مرحوم میں مدرسہ حنفیہ کی بنیاد رکھ دی تاکہ اس درس گاہ سے جو طالبان علم فارغ التحصیل ہو کر نکلیں وہ خود اتباع سلف کے زندہ نمونے بنیں اور اشاعت اسلام سے دوسرے کو اتباع سلف کی ہدایت کریں۔

اسوقت ۲۱ طلبا علوم حدیث فقہ صرف و نحو وغیرہ کی تعلیم پا رہے ہیں جبکہ ان و فقہ کتب وغیرہ کی بہرسانی حزب الاحفاف کے ذمہ ہے۔ اگرچہ دین کی بحث کی ہے لیکن ہر دست خدمت حضرت مولانا ابو محمد محمد ویدار علی شاہ صاحب مدظلہ اور شیخ فرید جرنیل حضرت مولانا سید احمد علی صاحب مدظلہ یہ کام کمال مہربانی سے بلا حاد مذکر کر رہے ہیں۔ ضرورت کا کہ اس کمی کو پورا کر نیکی لئے لاہور کے غیر مسلم براہور ان اسلام بہت جلد اپنے خادم براہور ان اراکین حزب الاحفاف کا ہاتھ بٹا کر دیکھا کہ سر یہ کافی سبب جھانسنے سے جن علامہ و مہر تعلیم کا خیال ہے انکی خدمت حاصل کی جائے۔ اور نئے آئینہ طلبہ کو مقرر کے سبب پس کرنا پڑے۔

نہایت اراکین حزب الاحفاف لاہور۔